إنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمَالَ

گلزارِ جمالیہ

مؤلفہ و مرتبہ

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ

مکتبہ جمال

چک نمبر 114/10R تحصیل خانیوال ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان

ان اللہ جمیل یحب الجمال

گلزارِ جمالیہ

مؤلفہ و مرتبہ

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ

مکتبہ جمال

چک نمبر 114/10R تحصیل خانیوال ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ

تصانیف پرہاڑوی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ خواجہ عبدالعزیز پرہاڑوی القریشی چشتی نظامی اقدس رحمتہ اللہ علیہ کی نادر و نایاب خزانہِ کتب کے لئے رابطہ کریں۔

☆ آفیشل فیس بک پیج

1۔ حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی القریشی چشتی نظامی اقدس رحمتہ اللہ علیہ
2۔ جامعہ العربیہ العزیزیہ پرہاڑویہ

☆ آفیشل ویب سائٹ

https://www.hazrat-abdulaziz-pirharvi-ra.blogspot.com/

☆ آفیشل فیس بک گروپ

The Abdulaziz Pirharvi (R.A) Research Society

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ

خزان رسید و گلستان بآن جمال نماند	سماع بلبل شوریده رفت و حال نماند
نشانِ لالۂ این باغ از کہ مے پرسی	برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

امّا بعد خاکپائے ابرار فقیر محمد برخوردار محشی نبراس و مؤلف رسالہ قول جلی وغیرہ ارباب بصیرت کی خدمت میں رسالہ جمالیہ مؤلفہ حافظ عبد العزیز پرہاروی کا ترجمہ کر کے پیش کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ مشہور ہے یعنی صلحا کا ذکر کرتے ہوئے رحمۃ نازل ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جسطرح بارش کے نازل ہونے سے زمین سرسبز اور کھیت بابرکت ہو جاتے ہیں جسے اسائش عالم کہا جائے۔ تو بیجا ہوگا۔ اسیطرح صالحین کے ذکر پر وہ نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جن سے قلوب النّاس منور اور دماغ مخلوقات معطر ہو جاتے ہیں۔ جنہیں باعث آسائش عالم کہا جائے۔ تو ناموزون نہ ہوگا۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے خاص و عام راعی و رعایا۔ ائمہ امت اور سائر برایسے افات و بلایا دور ہوتی ہیں۔ ولو لا دفع اللہ النّاس بعضہم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین یہ بھی مخفی نہ ہے کہ جملہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ کو کسی نے خبر کسی نے اثر لکھا ہے ابن جوزی۔ عراقی۔ مجد شیرازی۔ عسقلانی۔ سخاوی وغیرہم تو اسے مقولہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں اور بعضے اسے امام عبد اللہ بن مبارک کا فرمودہ بتلاتے ہیں۔ امام غزالی نے اسے خبر فرمایا ہے۔ لعل ظفریہ۔ ابن عربی نے اسے اثر کر کے لکھا ہے صاحب قول مستحسن نے دیلمی سے بایں عبارۃ نقل کر کے عن معاذ رفعہ ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارۃ الحدیث لکھا ہے۔ ومن ہہنا یظہر ان لہ اصل گراس لیے یقین [illegible] تکلم [illegible] واللہ اعلم۔

مرا کمال محبت ترا کمال جمال ∴ مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ بزبان اُردو کتاب انوار جمالیہ	ترجمہ فارسی انوار جمالیہ	اصل کتاب انوار جمالیہ
تیرے ہی لئے حمد ثابت ہے نعمت میں ہو یا بلا میں۔	خاص برائے تست اے بار خدایا	لك الحمد في النعمة و
اور تیرے ہی لئے شکر ہے سختی تنگی میں ہو یا	ہمہ سپاس و ستائش در ہمہ حال حمد النعام	البلاء ولك الشكر في الشدة
فراخی میں اور تیری ہی طرف سے رحمت یا کرامت	و چہ ابتلاء و برائے تست شکر در کل احوال	والرخاء ومنك الصلوة على
ہو۔ تیرے حبیب پر جو تمام نبیوں کا سردار ہے	چہ تنگی و چہ فراخی و درود و سلام نازل باشی	حبيبك سيد الانبياء و
اور اوسکی آل پر جو برگزیدہ ہیں۔ اور اوس کے	بر دوستے تو کہ سردار پیغمبرانست و آل او	آله النجباء واصحابه الاصفياء
اصحابوں پر جو پسندیدہ ہیں۔	کہ نجیب و حمید اند و اصحاب او کہ منتخب و	اما بعد فهذه
اما بعد یہ خصال پسندیدہ اور شمائل حمیدہ	برگزیدہ اند اما بعد الحمد والصلوة پس این	الخصال الرضية والشمائل
ہیں۔ ہمارے محبوب و رہنما اور ہدایت کرنے	ملفوظات خصلتہائے پسندیدہ و سیرتہائے عالیہ	السنية لمولنا و
	آنسرور اعلیٰ سردار ماکہ رہنما رشد و ہدایت کنندہ ما بود	مرشدنا وهادينا

[illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ پر دیکھو۔

والے کی جنہین جمع کیا ہے۔ فقیر عبد العزیز احمد
کے خلف الرشید نے۔ خدا تعالی اوسکے ساتھ
نہایت ہی الطافانہ معاملہ کرے۔ یہ مجموعہ خوبہائے
فراوان جناب ممدوح کی وصال سے تیسرے
دن بوقت زوال شروع کیا۔ اللہ تعالی اُس
سے راضی ہو۔ مین اللہ تعالی سے سوال کرتا
ہون۔ کہ وہ اس کتاب سے مجھے بھی اور اُنکے
تمام مریدون اور مسلمانون کو فایدہ بخشے
اور اللہ ہی کیطرف بازگشت ہے اور رجوع سب کا۔

مقدس و سنتی کناد حق سبحانہ سرّ او را
که گرامی و احمیند است جمع گردانید
اینہا را فقیر عبد العزیز پسر احمد پہاروی
کناد با و حق سبحانہ ہرچہ کند مقتضای لطف
خود کند که افضل ست او را شروع کرده بود
جمع آنہا را بوقت زوال از روزیکه سوم بود
از وصال آنحضرت راضی شود و باد
از و حق سبحانہ و سوال میکنم از وی سبحانہ که
نفع دہد مرا و نیز باقی مریدان آنحضرت را و تمام
مسلمانان را ازین کتاب بسوی او ست سبحانہ
رجوع و بازگشت ہمہ

قدس الله تعالی سره العزیز
جمعها الفقیر عبد العزیز بن
احمد عامله الله سبحانه بلطفه
الامجد ابتدا جمعها وقت الزوال
من ثالث یوم من وصاله
رضی الله تعالی عنه واسأل
الله سبحانه ان ینفعنی
وسائر مریدیه والمسلمین
بهذا الکتاب والیه
المرجع والمآب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ممدوح کے نام و نسب اور وطن کا بیان

حضرت ممدوح شیخ کامل بلکہ کامل تر تھے اور رہنما افضل و برگزیدہ تھے۔ صاحبان عرفان اور توحید کیلئے تکیہ گاہ تھے۔ صاحبان خلوت و یگانگت کے پیشوا تھے۔ برگزیدوں کے تاج اولیا کے سر دفتر ہمارے سردار اور آقا حافظ محمد جمال الحق والدین۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی روح پرفتوح کو راحت و آسائش میں رکھے! اور ان کی فتوحات سے ہمیں محروم نہ کرے۔ آپ کے والد کا نام محمد یوسف جو حافظ عبد الرشید کے فرزند دلبند تھے رضی اللہ عنہما۔ جناب ممدوح بھی اور ان کے اجداد امجاد بھی ملتان دار الامان کے متوطن تھے۔ سکونت آپ کی ملتان کے قلعہ کے باہر شرقی طرف جہاں اب روضہ مطہرہ ہے تھی +

اینست بیان اسم شریف و نسب و وطن آنحضرت رحمۃ بود کہ آنحضرت شیخ کامل اکمل و مرشد اعلیٰ و افضل تکیہ گاہ و معتمد اصحاب معرفت و وحدت و مقتدائے و پیشوا اصحاب خلوت و یگانگت سر تاج گزیدگان و تاج گوہرین اولیاء اللہ سردار و مولائے ما جناب حافظ محمد جمال الحق رحمۃ اللہ علیہ کہ زیبائی حق و دین باد بود خوش دارا حق سبحانہ روح پرفتوح آنحضرت را و رساناد بما از فتوحات جناب وے۔ والد بزرگوار حضرت ایشان حضرت محمد یوسف نام فرزند جناب حافظ عبد الرشید صاحب۔ وطن حضور بلکہ وطن تمام آباؤ اجداد حضرت ایشان دار الامان ملتان است بیرون از کوٹ شہر بطرف مشرق

ذکر اسمہ و نسبہ و وطنہ رضی اللہ سبحانہ عنہ هو الشیخ الکامل الاکمل و المرشد الافضل الامثل عند اصحاب العرفان و التوحید اسوۃ ارباب التجرید و التفرید تاج الاصفیاء اکلیل الاولیاء سیدنا و مولینا حافظ محمد جمال الحق و الدین روح اللہ سبحانہ روحہ و اوصل الینا فتوحہ والدہ محمد یوسف بن حافظ عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہما متوطنہ و متوطن ابائہ بلدۃ دار الامان ملتان خارج الحصن فی الطرف الشرقی

[illegible]

حافظ ممدوح کی شکل وشباہت

حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ خوش رُو۔ چمکیلے موزون قد۔ معتدل نازک اندام تھے۔ آپکا چہرہ کسیقدر دراز تھا۔ آپکے دانت گویا اُن چھدرے موتیون کی لڑی تھی۔ ناک عجیب ابرو کم مو۔ باریک لب۔ ریش مبارک نہایت موزون تھی۔ آپکی ناک وپیشانی بوجہ کثرت سجود کسیقدر درشت تھی۔ آپ کے قدم کی پشت مائل بہ تسطیح تھی ٭

حافظ ممدوح کی رفتار کے آداب کا بیان

آپ ایسے تیز چلتے تھے کہ ہمارے نوجوان بھی اونہین نہ مل سکتے تھے۔ اگر آپ کے پاس آسا (عصا) نہ ہوتا تو بسا اوقات ہاتھون کو پس پشت جمع کر کے چلتے۔ ہم نے اکثر آپ کو عصا ہاتھ مین پکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ مجھے یاد نہین۔ کہ آپ بوقت رفتار عام لوگون کی عادت کے موافق ہاتھ ہلاتے ہون۔ جب چلتے تو سر مبارک نیچے ہوتا۔ بے ضرورت دہنے بائین ملتفت نہین ہوتے تھے۔ عصا آپکا بانس کی لکڑیکا ہوتا تھا۔ گاہ گاہ وہ عصا استعمال مین لاتے جو

اینست بیان حلیہ مبارک آنحضرت رح

بود حضرت ایشان خوبروتر و تابندہ گندم شکل گل سرخ میانہ قد کم گوشت یعنی نازک اندام بود دندانہائے مبارک آنحضرت قدرے طول داشت دندان مبارک چنان سفید و منتظم بود گویا رشتہ در مصفی بود بلند و باریک بینی از حد داشتند موئی مبارک ابرو بجد زیادہ نبود نازک لب بود و ریش مبارک بسیار موزون بود بر پیشانی آنحضرت سیما بود ملزا اثر کثرت سجود پشت قدم مبارک برابری ہموار سطح قریب بود

اینست آداب رفتن آنحضرت بوقت رفتن بسرعت میرفتند چنانکہ جوانان در نمی یافتند آنحضرت را و بسا بود کہ از پس پشت خود جمع میفرمودند دست مبارک اگر نمی بود ہمراہ ایشان عصا لکن حسب ربما اکثر رفتنی آنحضرت بعصا بود و بیاد فقیر نیست جنبانیدن آنحضرت دستہا را ایں چنین بیشتر چنانچہ عادت بعض مردمان است و ہنگام رفتن سر فرود میداشتند و نمی دیدند چپ و راست دیگر بمقتضائے ضرورت و اکثری بود

ذکر حلیتہ رضی اللہ تعالی عنہ

کان قدس سرہ حسن الوجہ ازہر اللون معتدل القامۃ خفیف اللحم لطیف الاعضاء وجہہ بادنی طول اسنانہ کانہ سلک لؤلؤ مکنون اقنی الانف قلیل شعر الحواجب لطیف الشفتین معتدل شعر اللحیۃ علی جبہتہ وانفہ خشونۃ من اثر السجود ظہر قدمہ الی التسطیح اقرب

آداب مشیہ رضہ کان قدس سرہ اذا مشی اسرع لا یدرکہ شبابنا وربما کان اذا مشی جمع یدیہ من ورائہ ان لم یکن معہ عصا واکثر ما رأیناہ یمشی مع عصا وکان الحفظ لم تحریک یدیہ قدامہ وخلفا کما ہی عادۃ الناس واذا مشی اطرق راسہ ولم

بلغت منازل الاعلى الا الضرورة [illegible] الرجل ربنا الغنى عصا۔

جو آپ کو ہدیہ ملا تھا۔ لوگ نہیں شناخت کر
سکتے تھے کہ کس درخت کا ہے ÷

حافظ محمد وح کی نشست کے آداب کا بیان

آپ کی اکثر نشست مانند تشہد تھی یا
بایں طور کہ ایک زانو کھڑا ہو۔ اور گاہ گاہ مربع
بیٹھتے۔ جب اخیر عمر میں بڑھاپا لاحق ہوا۔ تو
اکثر تکیہ لگا کر بیٹھتے ÷

حافظ محمد وح رضی اللہ عنہ کے علم کا بیان

نہایت ہی دقیق اور مشکل مسائل میں از روئے
فکر آپ احسن الناس تھے۔ جب ہمیں کوئی
مشکل سے مشکل مسئلہ پیش ہوتا۔ گو وہ کسی علم
کا ہو۔ ہم آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ اوسکے
حل اشکال میں ایسی واضح اور اچھی تقریر فرماتے
کہ جس سے زیادہ بہتر ناممکن نہیں۔ تو مشکل ضرور
ہے۔ آپ تحصیل علم کے وقت یعنی طالبعلمی
میں۔ علم و ذکاوت میں تمام طلباء سے افضل و اکمل
سمجھے جاتے۔ ادراک علوم میں وہ ملکہ حاصل کیا
تھا۔ کہ تمام مدارس میں مستثنے خیال کئے جاتے
مناظرہ و مباحثہ کا یہ حال تھا کہ جو معارض ہوتا
آتا۔ آخر خاموشی ندامت حاصل کرتا۔ کتاب

کہ بتحفہ و ہدیہ آمدہ بود نمی شناخت ہیچکس کہ
کدام درخت است این عصا این است

بیان آداب نشستگی آنحضرت یعنی اکثر نشستن

حضور بر خو المانیدن ہر دو زانو بود کہ صورت
تعدد تشہد یا بالیستا کردن یک زانو و
این گاہ بود کہ می نشست بچار پہلو و
در آخر عمر اکثر نشست حضور بہ تکیہ مے
بود بسبب لحوق ضعف پیری انشست

بیان علم حضور بود آنحضرت یعنی شکیکہ

مردان در مسائل دقیقہ اہمذا چونکہ
مشکل میشد بر ما ہیچ مسئلہ از ہر علم
کہ میبود رجوع بآن قبلہ میکردیم
و دران پس حل و بیان میفرمود با
حسن توجیہات ممکنہ چہ بود ذوالت
آن حضرت در وقت طالبی نیز از گزشتن
طالبان چہ در علم و چہ در ذکاوت و ملکہ در تحصیل
علوم تا کہ از میان طالبان مستثنے بود
در مدرسہا و ہیچکس با آنحضرت
مقابلہ ہیچ مسئلہ نمے کرد۔ مگر
مغلوب میشد و تحصیل حضور رضی

اھدیت الیہ لا یعرفہا الناس
من ای شجرۃ ہی اداب
جلوسہ کان اکثر جلوسہ
علی صورۃ التشہد او نصب
احد الرکبتین و قد یجلس
ربعا و کان یجلس فی الاکثر
متکئا لما لحقہ شئ من الضعف
فی اخر العمر علمہ کان
من احسن الناس فی المسائل
الدقیقۃ و اذا اشکل علینا
مسئلۃ من ای علم کانت
رجعنا بہا الیہ فیقول فینا
احسن ما یمکن ان یقر و کان
وقت تحصیل العلم من
اجل الطلبۃ علما و ذکاء
و ملکۃ فی العلوم حتی
کان یستثنی فی المدارس
و لم یعارضہ احد الا
و افحم بالمناظرۃ
و قد حصل العلم

دائرۃ الاصول تک علم حاصل کیا تھا۔ کہ خدا تعالی نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا۔ (شرح صدر ہو گیا) باقی علوم ترک کر دیئے۔ پھر ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے۔ اور آپکے شیخ کا وطن موضع مہاران ہے (جو مضافات ریاست بہاولپور سے ہے) اور مقبرہ یعنی روضہ مبارکہ آپکا تاج السرور میں ہے (جو مہاران شریف سے چند میل پر واقع ہے) حافظ محمد ممدوح مسئلہ وحدت الوجود کی تحقیق مین اجل العلماء تھے۔ شیخ اکبر محیی الدین عربی اور فاضل عبد الرحمن جامی قدس سرہما کی کتابونکو بہت محبوب رکھتے۔ نفحات الانس۔ مثنوی لوائح اشعۃ اللمعات۔ فصوص الحکم نہایت ہی پسند خاطر تھیں۔ خصوصًا فصوص الحکم کا فص محمدی یہ فص تو یہانتک محبوب تھا۔ کہ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے ذکر بھی کر دیتا۔ تو جھومنے لگ جاتے۔ اور اپنے لبوں کو از روئے لذت چوستے۔ مذکورہ بالا کتب وحدۃ وجود سے اگر کوئی کتاب کسی مرید کو پڑھاتے۔ تو ایسے ایسے پیچیدہ مسائل بیان فرماتے۔ کہ عقول اور افکار متحیر ہو جاتے ... اپنی ...

حضور تا کتاب دائرۃ الاصول بود پس بجذب کشید حق سبحانہ آنحضرت را بسبب آن ترک فرمود مشاغل شتی بتکلیف نفس بجہد در عبادات و طاعات و نیز مشاغل شد بصحبت شیخ کامل خود کہ مقبول بارگاہ حق سبحانہ بے نیاز قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد صاحب بودند بود وطن مبارک ایشان در قریہ مہاران متعلق ریاست بہاولپور و مزار شریف در بستی تاج سرور نشستہ گروہ از مہاران جنوبا حافظ بود حضرت مرشد ما از سرکیان عالمان جلیل القدر بعلم مسئلہ وحدۃ یعنی وحدۃ وجود و دوست میداشت کتب تصنیف شدہ حضرت شیخ بزرگ جناب محیی الدین بن عربی صاحب را و نیز تصانیف حضرت مولنا فاضل جامی قدس سرہ السامی ازان پسند می آمد آنحضرت را نفحات الانس و مثنوی شریف و لوائح جامی و اشعۃ اللمعات و نقرات و فصوص الحکم خصوصًا کہ فص محمدی ازان کتاب دوست تر میداشت حتی کہ اگر نزد حضور آنحضرت بنام ... شریف ... بیخود ... مبارک ...

الی کتاب دائرۃ الاصول فجذبہ اللہ سبحانہ الیہ فترک بقیۃ العلوم واشتغل المجاہدات والریاضات وصحبۃ شیخہ الکامل مقبول جناب اللہ الصمد الشیخ نور محمد وکان وطنہ فی موضع المہاران ومقبرتہ المبارکۃ فی التاج سرور وکان من اجل العلماء علما بمسئلۃ الوحدۃ ای وحدۃ الوجود ویحب تصانیف الشیخ الاکبر محیی الدین بن العربی والفاضل الجامی قدس سرہما فکان یعجبہ نفحات الانس والمثنوی واللوائح واشعۃ اللمعات والنقرات والفصوص سیما الفص المحمدی منہ حتی اذا ذکر لہ الفص المحمدی یرقص ... ودمطق شفتیہ استلذاذ وکان یدرس احدا من ... اذا ذکر ... مسئلۃ ...

کی قسم ہے۔ کہ آپ علم کے … تھے۔ ادنے
ادنے الفاظ سے قسما قسم کے علوم اور معانی
استنباط کرتے۔
تعلیم آپکی ازروئے تفصیل۔ وضاحت۔ تمثیل
ایسی احسن تھی کہ کند ذہن طالبعلم کو دقائق
علوم اس طرح سمجہاتے کہ ذکی طالب کو اسطرح
آپکا غیر نہ سمجہا سکتا۔

حافظ ممدوح رضی اللہ عنہ کے کہانے پینے کا بیان

آپ یہانتک قلیل الغذا تھے۔ کہ دوسرے مناسب
طور پر کہانے والے کی چہارم حصہ غذا تک کہاتے
چونکہ آپ کہانے مین سب سے پہلے شروع کرتے
اور ہر ایک کے بعد ختم کرتے۔ اس لئے ہم یہ
سمجہتے۔ کہ آپ بسیار خوار ہین۔ (یعنی کہانا کم
کہاتے وقت بہت لگاتے) بعض اوقات کہانا
اپنے لئے جدا کر لیتے۔ کہ کہین بوجہ خلط ملط و
کثرت خورندگان زیادہ نہ کہا لیا جائے آپ
لقمہ چھوٹا لیتے۔ لیکن چباتے بہت۔ فرمایا کرتے
کہ احسن امر یہ ہے۔ کہ انسان اپنا کہانا جدا کر لیا
کرے۔ کیونکہ نفس اپنا چور ہے کہ جماعت سے چرا
لیتا ہے۔ کہانے کے وقت حکایات عجیبہ اور [illegible]

بتا دہند امت کہ بود آنحضرت دریائے
جوش در استنباط و استخراج مینمودند
از ادنی نکتہ قسما قسم معنیہا و حکمت ہا و عجب
آنحضرت بس نیکو میکرد تعلیم و تدریس را
بتفصیل و توضیح و مثال فہمانیدن تاکہ
می فہمید از وے ناقص العقل انبار یک
مضامین چنانکہ نمی فہمید ذکی از دیگری
اینست بیان آداب خوردن و نوشیدن آنحضرت
بود آنحضرت بسیار کم [illegible] تا بحدیکہ میخوردند
بقدر چہار [illegible] تا بسیار خوار
بلکہ میانہ خور و با جرود آنکہ نیش بسیار خوار
میداشت چرا کہ از ہمہ رفیقان اول میبرد
دست الطعام و آخیر می برآورد دستان
و بسا اوقات جدا میکرد [illegible] خوراک خود
را تاکہ بسبب رفاقت زیادہ مانند خوردہ
نشود و خود [illegible] لقمہ کوچک میکرد لقمہ را
و بسیار کرد خائیدن را و میگفت خوب
ہمیشہ کہ جدا کردہ شود تمہ خوراک خود
چہ نفس امارہ دزد است کہ از جماعت ہم میدزدد
و برائے نقل آکل شروع مینمودند در حکایات [illegible]

کان بحرا زخارا استنبط امورا من ادنی
لفظ اضافا من العلوم والمعانی
وکان یحسن التعلیم تفصیلا و
ایضاحا وتمثیلا حتی یفہم منہ
البلید من دقایق العلوم مالا
یفہمہ الذکی من غیرہ ادب
اکلہ وشربہ کان قلیل الاکل
جدا حتی کان یاکل ربع
ما یاکلہ رجل معتدل الاکل
ومع ذلک کنا نراہ کثیر الاکل
لما انہ کان اول من یضع یدہ
فی الطعام واخر من یخرجہا منہ
وربما افرز لنفسہ خبزہ کیلا
یکثر من الاکل بسبب کثرۃ
الآکلین وکان یصغر اللقمۃ
ویکثر مضغہا وکان یقول
الاحسن ان یفرز خبزۃ الآکل
فان النفس سارق یسرق من الجماعۃ
ویاخذ عند الاکل فی
الحکایات والاسرار عجیبۃ

غریبہ جو حکم نصائح مصالح پر مشتمل ہوں
بیان فرماتے۔

ایکدن بحالت روزہ مدعو ہوئے۔ آپ قبول
فرماکر چلدیئے۔ ہم بھی ساتھ ہولئے۔ (صاحب
دعوت جسوقت کھانا لایا تو آپنے) یوں کیا۔ کہ
روٹیوں کو توڑ پھوڑ کر لقمے بنا بنا سالن (ناخورش)
لگاکر رکھتے جاتے۔ دوسرے اوٹھاکر کھاتے جاتے
اسی طرح دعوت ختم ہوئی۔ بجز اپنے چند ہمراہیوں
کے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپنے نہیں کھایا۔ آپکی
عادت تھی۔ کہ جب کسی طعام کیطرف بلائے جاتے
تو قبول فرماتے۔ گو بلانیوالا دولت مند ہوتا یا
مفلس فقیر کی دعوت کی طرف تو محبت اور
دل خوشی سے جاتے۔ حتی کہ آپکے چہرہ پر بشاشت
کے آثار دیکھے جاتے۔ اور اغنیاء کی دعوتوں کی
طرف صرف سنت نبویہ کی محافظت کیلئے تشریف لیجاتے
ہوتے۔ کبھی کسی طعام پر عیب نہ رکھتے۔ جو عیب
کرتا اُسے ملامت کرتے۔ ایکدن بکثرت
دعوتیں ہوئیں۔ فقیر ولی الدین بشولون کو انکی طرف
بھیجا۔ اور خود بدولت ایک فقیر کی دعوت میں گئے
میں بھی حضرت کے ساتھ تھا۔ صاحب دعوت

ز بیکار بلکہ مشتمل بر حکمتہا و خیر خواہی بود
و ہمچنین شد آن حضرت قدس سرہ روزہ دار بود
و خواندہ شد بسوی طعام پس رفتند و رفتیم
با ہمراہ وے پس داخل کرد دست مبارک خود در
طعام صائمان در طعام چنانچہ جدا جدا میکرد
لقمہ را و بنانخورش می آلود و می نہاد ہشت
او دیگری میگرفت از اہل جوار ازان لقمہ پس
گرفت دیگر لقمہ را میکرد و بادش سابق
اختتام العبادت شد تا کہ ہیچ کس از ہمراہان
و غیرہ معلوم نمیکرد روزہ و نخوردن
آنحضرت را الا بعض صاحبان آنحضرت
ہمچون مصنف عبد الاحد و ہرگاہ خواندہ میشدے
بسوی دعوت قبول میفرمود خواہ
داعی دولتمند میبود یا تنگدست لیکن
چندان فرق بود کہ دعوت فقرا را بمحبت
دل و جان قبول میکرد تا کہ اثر سرور
بسیار کہ سرور ظاہر می نمود و دعوت اغنیا
را محض بمحافظت سنت نبویہ اجابت میکرد
ازان طعام دعوت را اگرچہ معیوب میبود
بطور عیب تحقیر نمیفرمود بلکہ عایب را ملامت

مشتملة على الحكم والمصالح
والنصائح وقد كان ذات يوم
صائما فدعي الى طعام فذهب
وذهبنا معه فادخل يده في
الطعام فكان يكسر اللقمة ويصبغها
بالادام فيتركها فيرفعها احد
ويأكلها ثم يكسر الاخرى فيفعل
بها مثل ذلك حتى انقطع
[illegible] اكله اصحاب الخوان و
سائر الناس الا بعض من اصحابه
ولو ادعي الى طعام اجاب غنيا
كان الداعي او فقيرا ويجيب الى
دعوة الفقراء بمحبته وقلبه
مسرور ويرى في وجهه البشر
وفي دعوة الاغنياء يجيب لاجل المحافظة
على السنة النبوية وما كان
يعيب طعاما قط ويلوم من عابه
وقد كان ذات يوم دعي الى دعوات
متعددة فارسل اليها الفقراء
واتى بنفسه دعوة فقير [illegible]

گلسے کا گوشت جو اچھا پکا ہوا بھی نہ تھا ہمارے
پاس لایا۔ میں نے اُسے بہت مکروہ سمجھا۔ جب
آپ نے میرے چہرہ پر کراہت معائنہ فرمائی۔ تو
اوسکی تعریف کرنی شروع کی۔ اور اُسے خوش
ہو کر بڑی لذت سے کہانے لگے۔ میں نے
بھی مجبوراً کہایا۔ جب کہانیسے فارغ ہوئے۔ تو
دونوں ہاتھ دہوئے اور اونہیں رومال سے صاف
کیا۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑہی۔ اے
اللہ اس طعام کے مالک اور کہانے والے اور
جس نے اس میں سعی کیا بخشدے۔ اے خدا
تو ہمارے لئے برکت کر اپنے فضل و کرم سے۔
یا اکرم الاکرمین۔ آپ کی عادت تھی کہ پہلے
تمام حاضرین پر طعام تقسیم کرتے۔ جب تقسیم سے
فارغ ہوتے تو استفسار فرماتے۔ کہ کوئی ایسا آدمی
تو نہیں رہا۔ کہ اسے کہانا نہ ملا ہو۔ جب تمام حاضرین
کو کہانا ملجاتا۔ تو آپ کہانے پر ہاتھ بڑہاتے اور فرماتے
کہاؤ۔ بعض شریفوں کیساتھ دعوتمیں ایک ہی خوان میں
کہاتے اوانکو ہاتھ پہلے دہلواتے۔ اور پیچھے اپنے
اگر کہانیوالوں میں کوئی لڑکا ہوتا تو اوسکے ہاتھ
پہلے دہلواتے۔ جب گوشت تناول کرتے تو اُسکے

پس گوشت گاو که خوب مطبوخ هم نبود پیش ما
آورد و من آنرا بسیار مکروه دانستم و آنحضرت در چہرہ ام
کراہت استکراه را از طبیخ کار بست که
ستود آن طعام را و خوردن و چنانچه می نمود که
لذت میگیرد و خوش میشود و بازپس من هم
نیز همچنان خواه مخواه و پس از فراغت شست
هر دو دست مبارک خود را و از برائے دابستن
و تبرزنت بالیده آنهارا به رومال و بعد برداشت
هر دو دست مبارک خود را و گفت اے
خدایا بخش صاحب این طعام را و نیز خورندگان
آنرا و نیز خرچ کنندگان و سعی نمایندگان را
در ان خدایا برکت کن برائے ما در ان بفضل خود
و کرم خود ای کریم ترین کرم کنندگان
و بود از عادات شریفه حضور که مقدم میکرد
تقسیم طعام میان رفقا بر خورش بلکه برابر ان
تقسیم تفحص میفرمود که آیا کسی هست که نرسیده
باشد او را طعام پس چونکه تمام ایشانرا رسیده
دراز میفرمود بر اکل دست مبارک خود را
دهم دیگر از آداب شریفه بود ... از عادات شریفه
بود که شرفا باهم در یک خوانچه ...

الينا اللحم بقر لم يحسن طبخه فكرهته
فلما رأى ما في وجهي من
الاستكراه مدح الطعم واكله
مستلذا به مسرورا فاكلت
مجبورا واذا فرغ من اكل الطعام
غسل يديه ومسحها بالمنديل
ورفع يديه وقال اللهم اغفر
لصاحب الطعام والآكلين والباذلين
ولمن سعى فيه اللهم بارك لنا
بفضلك وكرمك يا اكرم
الاكرمين وكان يقدم تفرقة
الطعام بين اصحابه على اكله
فاذا فرغ سأل هل من
رجل لم يصبه الطعام فاذا
اصابهم الطعام ... يده
للاكل قال كلوا بسم الله
في الدعوات بعض اهل الشرف على
المائدة الواحدة ... غسل ...
للاكل على غسل يده ...
الاطفال ...

از جہت اکرام و تقدیم شست و شوئی دست ہائے ایشان میفرمود و پس شستن دستہائے خود ... خورش و نیز مقتضائے رحم مسنون ایشان پیش از خود شستن دستہائے اطفال میفرمود و اکرے بود ... چونکہ تناول میکرد گوشت را ۱۲

بعد ایسی چیز طلب کرتے جس سے دانتون کا خلال ہو سکے بیشتر اوقات خلال نیم کے چھلکون یا پھونس کے تنکون سے۔

حضرت ممدوح کی پوشاک کے آداب کا ذکر

آپ گران قیمت اور عمدہ پوشاک زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ تہ بند بہت ہی کم باندھا کرتے تھے لیکن بوقت خواب عادت یہہ تھی۔ کہ پاجامہ یا شلوار پہنتے۔ سر مبارک حسب الاوقات کبھی روئی دار ٹوپی رکھتے۔ اور کبھی فقط دوہری جیسے قادری کہتے ہین۔ اکثر پیراہن وہ پہنتے جسکا گریبان سینہ پر ہوتا۔ اور گاہ گاہ قلندریہ بہین لیتے سفید دستار بہت ہی کم باندھتے۔ بلکہ اکثر اوقات آپ بوٹیدار دوپٹہ باندھا کرتے۔ اور سفر مین موزے یا جراب زیب پا کرتے۔ پاپوش معتدل فراخ۔ مضبوط زیر پا کرتے۔ نہ تنگ اور لطیف جیسے لوگونکی عادت ہے۔ آپنے کوئی لباس اور پاپوش نہین پہنا۔ مگر ہم بھی کہتے تھے۔ کہ کیسا ہی خوبصورت

حضرت ممدوح کی نماز اور وضو کا بیان

آپ وضو کے پانی کی طہارت کیلئے بہت کوشش فرماتے۔ آپکے وضو کے لئے دو کوزہ تھے جنکے

برائے صفائی دندان خلال می طلبید اکثر پس از فراغ خوردنوش اکثر خلال آنحضرت بعض از لبر یک چوب درخت نیم می بود یا نے یا نیشکر

بیان آداب پوشاک آنحضرت قدس سرہ

سر العزیز بود آنحضرت ہم کہ بمقتضا بعضے بکیب فخورت پوشاک جمیلہ حسنہ فاخرہ عجیبہ میپوشید بلکہ سراویل مے پوشید مگر گہ خواب کہ اکثر تہ بند می بست و میشلا بر سر مبارک گشت کلاہ خرم دشت یا کہ پر از پنبہ می بود یا فقط دو تہ بود لیکن نیز پر از چیزے کہ آنہا را در مشہور قادری میگویند وجہ تسمیہ آن نا معلوم میپوشید پیرہن را کہ شگاف آن از پیش یعنی بر سینہ بود اکثر و گاہی پیرہن قلندری میپوشید بس کم می بست دستار را چہا بسفید بلکہ اگر می پوشید بموقعہ جمعہ و امامت و عید مے پوشید و می بست بر سر از ہمین جا در ہائے منقش و الا و گاہے در سفر موزہ و موزہ بر موزہ میپوشید و دوست میداشت از کفش ہا فراخ غلیظ میانہ را نہ تنگ نازک بس خوب را چنانچہ عادت مردمان ست ہرگز نمی پوشید ہیچ لباس رنگ

الطلب ما یتخلل بہ احیانا بعد الفراغ و اکثر ما کان یتخلل بہ دقاق عیدان النیم او قصب الجوار و قصب السکر

آداب اللباسہ قدس سرہ کان یلبس اللباس الجمیل الفاخر و قلما یتزر بالازار الا وقت النوم بل یلبس السراویل و یضع علی رأسہ قلنسوۃ اما محشوۃ بالقطن او رضا عنہ غیر محشوۃ من الخلانس المشہورۃ بالقادریۃ یلبس القمیص و الشق علی صدرہ فی الاکثر و قد یلبس القلندریۃ و قلما اعتم بعمامۃ البیضاء بل یعتم بجنۃ البرود المعلمۃ و قد کان یلبس الخف او الجرموق فی السفر و یحب من النعال الواسع الثخین المعتدل کلا الضیق اللطیف کما اعتادہ

کرتے نہین تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وضو کے
برتن کو خاص کر رکھنا اچھا تو نہین۔ لیکن چونکہ
لوگ برتنونکی حفاظت نہین کرتے۔ اور کوشش
چھوڑ دی ہے۔ اور اُنکے نجس ہونے کی پرواہ
نہین کرتے لہذا مین نے وضو کے برتن کو خاص
کرلیا ہے۔ پانی مین نہ اسراف کرتے نہ نقصان
بلکہ سنت کے موافق استعمال مین لاتے۔ آپ ایک
چھوٹی سی کرسی کھٹولی بنی ہوئی پر بیٹھکر وضو کرتے
جب وضو کرنیکا ارادہ ہوتا۔ تو وہ سفید رومال طلب
کرتے۔ جسکی ایک طرف شانہ اور ایک طرف
مسواک جو سُرخ چمڑے کے غلاف مین مغلف
تھی بندھی رہتی۔ ابتدا وضو مین ہمیشہ مسواک کرتے
اور ظہر اور عشا کے آخر وضو مین شانہ بھی کرتے۔
جسوقت وضو سے فراغت ہوتی۔ تو مسجد کیطرف
تشریف فرما ہوتے۔ ہم بھی پیچھے ہو لیتے۔ آپ جسے
چاہتے امام بنا لیتے۔ اور اُسکی اقتدا کرتے۔ اکثر
اوقات قوم موجود سے اُسے مقدم کرتے۔ جو
پرہیزگار اور اعلم بالشریعۃ ہوتا۔ اگر ایسا امام میسر
نہ ہوتا۔ تو خود نماز پڑھاتے۔ نماز فجر مین تو اکثر
آپ ہی امامت کراتے۔ جب قرأت کرتے تو

بے حقیقہ کرد وضو میکرد و آب نہا و بود آنحضرت
کہ میفرمود کہ گو خاص کردن آوند وضو نا
زیبا است مگر بسبب آنکہ مردمان کوشش
گذاشتہ اند و بے احتیاطی میورزند معاذ
در پرواہ پلیدی پاکی نہ دارند خاص کرد برای
خود آوند وضو را و زیادتی از حد در آب
وضو نمیکرد و کمی با آن بلکہ استعمال آنحضرت
آب با بر طریق مسنون بود و بود آنحضرت
وضو میکرد بر چوکی صغیرہ بافیدہ و چون میکرد
ارادہ وضو میکرد میخواست رومال ہا او بود
آن مندیل از پارچہ سفید اکثر و بر آن تخفیف
اعضا یک بستہ شدہ میبود بہ یک طرف او
مسواک و شانہ غلاف دار ہر یک از چرم
سرخ پس مسواک میکرد در اول وضو در ہمہ
نماز ہا و شانہ میکرد در آخر وضو نماز پیشین
و نماز خفتن پس چونکہ فارغ میشد از وضو
بر خاست و بسوی مسجد میرفت و ما نیز ہمراہ
[illegible] مقدم میکرد بامامت نماز کسی اکثر
میخواست و خود با و اقتدا میکرد و در اکثر حال
بشریعت ہر پرہیزگار تر بود قوم را مقدم میفرمود

لا [illegible] قربہ [illegible]
يقول بتخصيص اناء التوضي
غير حسن الا ان الناس تركوا
جتهاد في اناء ولا يبالون
بنجاسته او طهارته فلهذا
خصصت اناء التوضي ولا
يسرف في الماء ولا نقص بل يستعمل
على الطريق المسنون وكان يتوضأ
على كرسية صغيرة منسوجة
ولذا اراد التوضي طلب منديلا
كان ذلك المنديل من الثوب الابيض
في الاكثر مشدود بطرفين من
المسواك والمرجل مصونين في
غلافين من الجلد الاحمر فيستاك
في ابتداء الوضوء ويترجل في اخر
وضوء الظهر والعشاء واذا فرغ من
الوضوء اتى المسجد وتبعناه وقدم
من شاء فيقتدي واكثر ما يقدم
الاعلم بالشريعة [illegible]
[illegible]

[illegible] ١٢

مسنون طور پر ضبط و ربط سے پڑھتے۔ لوگوں کی طرح
آواز بہت بلند نہ کرتے۔ بلکہ جہر معتدل ہوتا۔ جو
قرات کے مطابق ہو۔ سلام کے بعد مختصر دعا فرماتے
جو دین و دنیا دونوں کو مشتمل ہو۔ فجر اور عصر کے
فرضوں کے بعد وظیفہ پڑھکر آسمان کیطرف دم
کرتے۔ پھر دعا مانگتے۔ ظہر اور مغرب و عشا
کی نماز مفروضہ کے بعد وظیفہ سے پہلے دعا
مانگتے۔ اگر آپ مقتدی ہوتے۔ تو امام از روئے
ادب بیٹھا رہتا۔ حتی کہ آپ وظیفہ سے فارغ ہوکر
آسمان کیطرف دم کرلیتے۔ تاکہ آپ کا ورد وظیفہ
قطع نہو۔ جب نماز کا سلام ہوتا۔ تو جو شخص صف
مین آپ کے ساتھ ہوتا۔ تادبا پیچھے ہو جاتا۔
حالانکہ آپ منع بھی فرماتے۔ آپ اول وقت
یعنی شروع وقت مین نماز پڑھنے کو محبوب رکھتے
خصوصا نماز جمعے کو جب جمعہ کا دن ہوتا۔ تو
موذن کو اول وقت اذان دینے کا حکم کرتے اور
خود غسل فرما نہایت خوبصورت پوشاک پہن اعلی
درجہ کی خوشبو لگا مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہم
بھی پیچھے ہو لیتے۔ گلی (رستہ) اور مسجد خوشبو سے
بھر جاتی۔ جب مسجد مین داخل ہوتے۔ تو خدام آپکی

تفصیل و ترتیل مسنونہ بکار می بست و بلند
نمی کرد آواز بالقرآت چنانچہ دستور اکثر
مردمان مرح پسند شد بلکہ جہر میانہ
میکرد موافق قراۃ معتدل بود در طویل و قلیل
انجیز و در تقصیر گاز مندوب و بعد از فراغت
دعا مختصر از جوامع الکلم کہ مسنون است
میخواست شامل بر مقاصد خیر دارین و
نیز بتحقیق از عادات شریفہ حضور بود
کہ پس از نمازہائے کہ سنن السنیہ بود یعنی
فجر و عصر پیش از دعا میخواندند وظیفہ را
کہ بوے دم کرد بسوے آسمان میکرد پستر دعا میخواست
و در سنت دار نمازہا یعنی ظہر و مغرب و عشا
دعا اول بعد از ورد میکرد و اگر مقتدی بود آنحضرت
مقتدی حسب تمہید عادت آنحضرت امام
بعد دعا تاخیر میکرد تا فارغ حضور از ورد و
دم نفخ از برائے ادب تا کہ تفرق نشود ورد
آنحضرت فداہ قلبی و روحی چنانکہ پس از سلام
نزدیکان حضور از اہل صف از برابری از برائے
پس تر میگشتند حالانکہ حضور منع میفرمود
تواضعا از عادات شریفہ حضور بود کہ نماز
اول وقت مستحب دوست میداشتند خصوصا
در نماز جمعہ چہ بمجرد دخول وقت امر باذان
میفرمود و خود غسل مسنون و کذا لبس خوش تر
جامہائے موجودہ و استعمال احسن طیب

فصل ورتل ترتيلا مسنونا
ولم يرفع الصوت كما يرفع
الناس بل جهر جهرا معتدلا
مطابقا للقرأة فاذا سلم
دعا بدعاء موجز مشتمل
على مطالب الدنيا والدين
وقد كان يقرء بعد فريضة
صلوتي الفجر والعصر وردا
ينفخ به الى السماء ثم يدعو
في الظهر والمغرب والعشاء
كان يدعو اول الورد الذي كرر
وان كان مقتديا بغيره توقف
الامام في الدعاء تادبا حتى
يفرغ من الورد وينفخ به الى
السماء كيلا ينقطع ورده
فاذا سلم تاخر من يليه من
اهل الصف تادبا وهو يمنعهم
من ذلك وكان يحب الصلوة في
ابتداء الوقت سيما صلوة الجمعة
فاذا كان يوم الجمعة امر المؤذن
في اول الوقت واغتسل ولبس
احسن الثياب بعضا من احسن
الطيب ثم مشى الى المسجد

پاپوش کو اُٹھاتے۔ اور اوٹھانے مین تنازع کرتے
اور آپ خود بھی اوٹھانیکا قصد کرتے۔ بوجہ فرمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ النعلین
تحت العینین یعنی جوتی تحت النظر چاہیئے
لیکن مرید اُٹھا لیتے۔ جب ہمین بنفس نفیس جمعہ
پڑھاتے تو خطبہ مختصر ہوتا۔

حضرت محمد شیخ کی سخاوت اور دلیری کا بیان

آپ دلیر ترین لوگون کے تھے۔ ایک شب کو کسی
خوفناک حادثہ کیطرف بلائے گئے۔ تو آپ تلوار
پکڑ کر جوانان قوم سے سبقت لیگئے حالانکہ کفار
ملعون نے ملتان دار الامان کو محاصرہ (گھیرا)
کیا ہوا تھا۔ ابھی شہر کا محاصرہ نہین ہوا تھا۔ کہ
کسی نے باین کلمات عرض کی کہ بہت ہی بہتر ہوگا
(اگر) ہم کسی دوسرے شہر میں چلے جائین اور محاصرہ
سے نجات ہو جواب مین فرمایا۔ بوجہ مصیبت
فریادین عام ہو رہی ہین۔ جہاد فرض عین ہو چکا ہے
بس ہم نہین نکلتے۔ ہمارے لئے دو نوع قسمتین
محمود ہیں غزا۔ شہادت۔ کفار ناہنجار کی نقب
کی وجہ سے جب قلعہ کا برج گرا۔ تو وہ ملعون
ازدحام کرکے قلعہ مین داخل ہوئے۔ اور خوف

برائے برداشت کفش مبارک باہم نزاع
میکردند و آنحضرت خود حسب فرمودۂ نبوی صلعم
طبعی خویش پس از دخول مسجد مبارک
ارادہ برداشت کفش مبارک میکردند لیکن
خادمان می برداشتند و زیر تیغ حضور
بالخصوص میداشتند از برائے امتثال فرمودۂ
رسول کریم کہ کفشہا باید کہ زیر نظر باشند
قطعاً للاستکبار و فراغاً الی التعلق و چون بنفس
خود جمعہ میخواندند اختصار در خطبہ میفرمودند
کہ مسنون است بیان بہادری و سخاوت
است بودند حضور از بہادر ترین مردمان
چنانچہ یک شب خواندہ شدند سوی یک
مفسدہ پس شمشیر گرفتہ پیش رفت و
بوقت گرفت با وجود ضعف بدنی و پیری
جوانان قوم را بیچ لیکن محاصرہ واقع نہ
کردہ بود کفار ملتان شریف را و آن
اذان برگران بود بر خلاف العیش کہ
دار الامان است و با وجودیکہ پیش از
محاصرہ پس مردان بخدمت عرض
کردہ بودند کہ خواب اینست کہ ہجرت
کنی بسوئے شہری دیگر و دیر محاصرہ نمائی
پس فرمود کہ این شور شر عام است
ہیچکس نیست و در ما تحسین موقع جہاد
کفار فرض عین شود در بر گرد دیگر نیست

فعله المهاجرون وقد كانوا يتنازعون
في الرفع وهو يعيد الدخول
بقصد الرفع النعلين والخدام
يرفعون لايتان امر النبي
عليه الصلاة النعلين تحت العينين
وكان اذا صلى الجمعة بنفسه خطب
اوجز في الخطبة تشجيع عنه
وكان من اشجع الناس
دعي ليلة الى ذعر فسبق
شبان القوم اخذا بالسيف وقد
حاصر الكفار لعنهم الله بلدة
دار الامان ملتان قبل
ان يحاصر البلد الاولى ان
نخرج الى بلد الاخر ولا نحاصر
فقال النفير عام وقد فرض
الجهاد فرض عين فلا نخرج
ولنا عاقبتان محمودتان
الغزاء والشهادة والخرم
البرج من الحصن ذات
ليلة بنقب الكفار
فازدحموا لعنهم الله
تعالى للدخول
في الحصن واشتد
الخوف

نہایت ہی درجہ کو پہونچا۔ حتی کہ جو لوگ اشجع الناس ہونیکا دعویٰ کرتے تھے۔ وہ بھی کانپنے لگے لیکن حضرت حافظ صاحب ممدوح دوڑ کر تمام لوگون سے پہلے وہان جا پہنچے آپ کا ہتھیار تلوار اور کمان تھی۔ آپ تیر اندازی کے ایسے ماہر تھے۔ کہ لوگون کو سکھاتے۔ آپ ہر ایک اسلحہ کی فضیلت کے عالم تھے۔ گو وہ ہتیار کیون نہ ہو۔ آپ ان خوفناک اور مہلک ایام مین بلا کھٹکے آمدورفت رکھتے اور بوجہ اعتماد خدائے کریم خوفناک نہ ہوتے۔

حضرت ممدوح کے حسن خلق کا بیان

حضرت ممدوح حسن خلق مین بہترین مردان تھے لڑکون بالون پر نہایت شفیق۔ جب کوئی لڑکا خدمت مین لایا جاتا۔ تو اس کے لئے وہ چیز حاضر کرتے۔ جو اسے خوش کن اور پسندیدہ ہو۔ اور اس سے ایسی کلام کرتے جو اوسکے دل کو خوش اور الفت مین لاتی۔ اور کوئی میٹھی چیز اوسے کھلاتے جب کسی شخص کی کسی عادت کو مکروہ سمجھتے تو زبان سے نہ منع کرتے۔ بلکہ چہرہ کی کراہت کو تاڑ جاتے۔ اگر اسے ضرورۃً منع کرنا ہوتا تو تعریضاً یا تمثیلاً اس طرح سمجھاتے کہ وہ خود ہی سمجھ جاتا۔

تا کہ از دلیران و عیاران بشجاعت بیا ہرگاہ شنید قدس سرہ این آسمی گرد و پیش و سبقت کرد مردان را بسوی جا تا کہ زیادت اورا غیر از دو سلاح آنحضرت نبود شمشیر و کمان و بود آنحضرت خوب تیر انداز تا دیگران ازہم می آموختند و بود عالم بفضیلت سلاحہا ہرکدام سلاح کہ بود و بیوا میکرد خود بخود در میرفت درین روزہا مواضع خوف و مقامات ہلاکت را و خوف نمیکرد آن جوان مرد از ہیچکس از آنکہ اعتماد بخدای کریم داشت

بیان حسن سیرت آنحضرت

بود آنحضرت از نیکوترین مردان بسیرت و شفیق ترین ایشان بر بچہ بیچگان چنانکہ وقتی کہ آوردہ میشد بخدمت آنحضرت ہیچ کودک برائے وی چیزی پیش میکرد بانجاب و پسند او خوش کنندہ و کلام میکرد با او بہمکہ دلش خوش میشد و بالفت میآمد و چیزی شیرینی دادہ ہم و اورا و اگر چیزی از ہیچکس مکروہ شمردی بزبان منع نمیکرد و بلکہ کراہت از رخ مبارک دیدہ میشد کہ ما تا آن

اشتد إذا اما حتى تزلزل من كان يدعى انه اشجع الناس فلما سمع قدس سره بذلك مشى وسبق الناس الى الموضع المقصود ولم يكن معه غيره وسلاحه كان السيف والقوس وكان الجيد في الرمي حتى يعلم الناس وكان عالما بفضيلة السلاح اي سلاح كان وقد كان يقتحم في تلك الايام المخاوف والمهالك ولا يخاف ثقة بالله الكريم

حسن خلقه

كان من احسن الناس خلقا واشفقهم بالولدان والاطفال فاذا جيء اليه بصبي احضر له بالعجبه ويسره وكلمه بما يطيب قلبه ويؤلفه واطعمه شيئا حلوا واذا كره من احد شيئا لم يظهره بلسانه بل تعرف الكراهة في وجهه وان يكن بد من منعه عنه ذكر تعريضا وتمثيلا حتى يتفطن له الرجل

۲ مبارک نشست تا آن اگر ضرورت منع لسانی پیش می آمد بحیث منع نمیکرد بلکہ بادشاہ و بغیر مثال تا کہ آن کس از خود مطلع میشد منع ۱۲

حافظ محمد ممدوح کی انگشتری کا بیان

حضرت ممدوح کی انگشتری چاندی کی تھی جسکا نگینہ
عقیق یمنی کا بشکل مثمن تھا اسپر فقرہ ان اللہ جمیل
یحب الجمال منقوش تھا۔ آپکے فرمودہ پر کسی نے
دوستون سے تحفۃً بھیجا تھا حضرت جمال الدین
ہانسوی رحمۃ اللہ کے نگینہ کا نقش بھی یہی تھا۔ اصل
مین یہ الفاظ حدیث کے ہین جسے مسلم و ترمذی نے
روایت کیا ہے۔ حاصل یا سکا یہ ہے کہ حضور فداہ
ابی و امی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
کبر کی مذمت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) تحقیق انسان
دوست رکھتا ہے کہ اسکا جامہ اچھا ہو۔ اوسکی پوشش
اچھی ہو۔ تو آپنے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ
مین نے انہین دیکھا۔ کہ آپنے انگوٹھی انگلی مین پہنی ہو
بلکہ بعض خدام کے پاس بٹوے مین رکھی رہتی خطوط
پر لگایا کرتے۔ بعض قاصرین نے گمان کیا۔ کہ آپ اس
نقش نگین مین محبوبیۃ حق سبحٰنہ تعالیٰ کا دعوا ہے
کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہین بلکہ یہ تفاؤل تھا۔ یا
از بندے دعا تھا۔ یا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تحدیث
تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے کے حق مین کہ

بیان خاتم آنحضرت است بود در برائے
آنحضرت فداہ یعنی خاتم از نقرہ و گرسنگ او عقیق
یمنی بود و بود ہشت گوشہ منقش بود بر آن این
لفظ حدیث کہ ترجمہ اش اینست تحقیق خداوند سبحانہ
جمیل است و دوست میدارد جمال خوبی را۔ حضرت این
خاتم بسبب امر حضور رسال بود کسی آنحضرت بود
از طرف بعض یاران و دوستان بطور تحفہ فرستادہ بودند
نقش سنگ خاتم حضرت شیخ جمال الدین صاحب
ہانسوی مولف ہمی فرمایند کہ اصل لفظ این صحیح
از حدیث نبوی است آمدہ است این حدیث را کتاب
خود مسلم شریف و ترمذی شریف روایت کردند و حاصل و مورد
این حدیث شریف اینست کہ نقشے حضرت رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذمت تکبر و سفاہت گریبان
فرمود پس شخصے از حاضرین عرض کرد یا رسول اللہ
چگونہ باشد این با وجود آنکہ کسی از ما دوست میدارد
و پسند میکند جامہ حسن نکوئی پوشش نکو و غیرہا
برائے خود این کبر است ہر کس بآن مبتلا است
و مخلص این سنۂ نیست پس جواب آن فرمودہ
کہ ترجمہ اش گذشت مولف صاحب سفر میفرماید در نفی
دعویٰ وعلم خود کردہ میگوید کہ من ندیدم کہ پوشیدہ
باشد خاتم را بانگشت خود بلکہ میبود در دیلہ و جزو دان
کہ نزد خادم میبود مہر میکرد بآن خطوط و مراسلات
و بعض بیوقوفان و منکران اولیاء اللہ خیال کردند

خاتمہ رضی اللہ عنہ کان الخاتم من فضۃ
فصہ من العقیق الیمنی علی شکل
المثمن نقشہ ان اللہ جمیل یحب
الجمال ارسلہ الیہ بعض اصحابہ
اتحافا من امرہ و ھکذا کان
نقش فص الشیخ جمال الدین
ھانسوی و اصل اللفظ من الحدیث
اخرجہ مسلم والترمذی و حاصلہ
ان رسول ذم الکبر فقال
رجل یا رسول اللہ ان الرجل
یحب ان یکون ثوبہ حسنا و
نعلہ فقال صلعم ان اللہ
جمیل یحب الجمال و ما رأیتہ
لبس الخاتم فی اصبعہ بل کان
موضوعا عند خدامہ
فی خریطۃ یختم بہ المکاتبات
و یزعم بعض القاصرین ان
فیہ دعوی محبوبیۃ
الحق سبحانہ و تعالی و لیس
کذلک بل ھو تفاول
او دعاء او تحدیث بنعمتہ
فیہ و محبتہ اللہ تعالی
لعبدہ ان یرید

کہ اوسکے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے۔

حافظ ممدوح کی بیعت کے آداب کا بیان

جب آپ کسی کو بیعت کرتے تو وضو فرماتے اور اوسے بھی وضو کیلئے کہتے۔ اور ایسا مکان پسند کرتے۔ جو لوگون سے خالی ہوتا۔ خود بیٹھتے اور اوسے اپنے سامنے بٹھاتے۔ اوسے استغفار تسبیح تہلیل کا حکم کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک تحمید آیتہ النور وغیر ذالک جو چاہتے پڑھتے پھر اپنا ہاتھ اوسکے دونون ہاتھون مین رکھتے۔ اور اُسے فرماتے کہ مین نے فلانے طریقہ پر بیعت کی اور ایسا عہد کیا کہ اسکا خلاف نکرونگا۔ آپ مریدسے استفسار فرمالیتے کہ تو کس طریقہ مین بیعت کرنی چاہتا ہے۔ آپ چارون طریقونکے جامع تھے۔ لیکن طریقہ چشتیہ پسندیدہ کی خصوصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس طریقہ اور تمامی اہالی اس طریقہ سے خوشنود ہو۔ اگر مرید کسی طریقہ کا نام لیتا تو اس مین لیلیتے ورنہ اُسے چشتیہ طریقہ مین بیعت کرتے۔ پھر اُسے جو چاہتے حکم فرماتے۔ کہ اوراد اور وضو کی تحسین اور کمال اور مسواک۔ شانہ۔ سونیکے وقت سرمہ لگانا۔ اور معاصی سے اعراض مین مساعی رہے۔ اوران امور کا

خیر باد فرماید بیان آداب بیعت قبول کردن حضور ست از عادات شریفہ حضور بوقت بیعت قبول کردن حضور از آنکسیکہ بحضور حدیث خود ہم وضو میکرد و او را ہم بوضو امر میفرمود و در مکان خالی از مردمان می نشست و وے را نشانید او را پیش خود برا ئے تلقین بسوی بیعت پس امر میکرد او را باستغفار و تسبیح و ذکر لا الٰہ الا اللہ و میخواند او را حسب مشیت خود سبحانہ از کتاب اوش آیات حمد و آیہ نور کہ اتبدالس ہشہ نور السموات او جز آن پستر مینہاد دست او را میان دو دستہای خود و میفرمود او را کہ بگو کہ در فلانے طریق بیعت دیختن عہد کردم کہ ہرگز خلاف آن نخواہم کرد و از عادۂ کریمہ حضور بود کہ اول از عہد خود کوری می پرسید از مرید بیعت کردہ کہ درین طریق و سلسلہ از سلاسل بعد ارادہ بیعت داری چہ بود آنحضرت در ہر چہار سلسلہ ماذون و جامع آنہا و طریقہ خاصہ آنحضرت سلسلہ چشتیہ بہشتیہ بود رضی اللہ سبحانہ عنہم اجمعین پس اگر پسند کرد ہیچ یکے را از ان طرق مذکورہ بیعت و سخن میگرفت در ان ورنہ در سلسلہ چشتیہ بیعت میگرفت پستر امر میکرد بآنچہ میخواست

بہ الخیر آداب بیعتہ کان اذا بایع لاحد یتوضأ و امرہ بالوضوء و اتخذ مکاناً خلیاً عن الناس کلھم و جلس و جلس بین یدیہ فامرہ بالاستغفار والتسبیح والتہلیل و اقرأہ ماشاء من کتاب اللہ سبحانہ التحمید و آیۃ النور و غیر ذالک ثم وضع یدہ بین یدیہ و قال لہ قل انی بایعت فی الطریقۃ الفلانیۃ عہداً لا اخالفہ و کان رضی اللہ عنہ ثم یسئل عن مرید فی ای طریق ترید البیعۃ و کان جامعاً للطرق الاربعۃ و طریقۃ الخاصۃ بہ الچشتیۃ المرضیۃ رضی اللہ عنہم اجمعین عن اھلھا فان اختار طریقۃ اخذ بھا والا بایعہ فی الطریقۃ الچشتیۃ ثم امرہ بما شاء من الاوراد و تحسین الوضوء و اسباغہ والسواک و الترجل والاکتحال عند النوم والاعراض عن المعاصی

اشتغال علی حسب الاحوال فرماتے۔ مبتدی کو ابتدا
مین تو اکثر یہی فرماتے کہ درود شریف اور لا الہ الا اللہ
کہا کرے۔ اور سونیکے وقت اللہ اللہ کی تکرار کرتا
رہے۔ یہانتک کہ سو جائے۔

آپ کی کلام کے آداب کا بیان

آپ شیرین گفتار تھے۔ آپ مختصر اور ایسی
نافع کلام کرتے جو حکمت اور معرفت کے چشمون
پر مشتمل ہوتی۔ آپ مخاطب کے مزاج و مذاق کے
موافق کلام فرماتے۔ اگر مخاطب عالم ہوتا تو علمی
مسائل مین شروع ہوتے۔ اگر کسان (زراعت کار)
ہوتا۔ تو زراعت کی حکایات کہنا شروع فرماتے
یہ سب کچھ مخاطب کی تانیس و تالیف قلب کے
لئے ہوتا۔ اور گاہ گاہ حاضرین کے دلوں کو خوش
کرنیکے لئے ظرافتین اور خوشطبعی کی باتین کرتے
لیکن خوشطبعی مین بھی حق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا
آپ کے بعض کلمات طیبات باین طور تھے فرماتے
خارق عادت یہ ہے کہ تو اپنے نفس کی عادات کو
مثلاً سیری، فضول کلامی، عبادات مین سستی وغیرہ کو
ساتھ قلت نوم اکل، خاموشی اور ریاضت کے
توڑ دے اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے خرق عادت

ونیز امر میفرمود شغل ذکر و فکر مناسب حال
او و اکثر در ابتدائش اورا شروع بدرود
شریف میکرد بر رسول کریم صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم و ذکر لا الہ الا اللہ و بار بار
گفتن اللہ اللہ نزد خواب تا آنکہ بگیرد اورا
خواب بیان آداب کلام شریف
آنحضرت رضی اللہ عنہ است و آنها بسیار است
اما چیزی ذکر میشود و بود آنحضرت رضی اللہ عنہ بس
خوب گو چہ بحکم خیر الکلام ما قل و دل کلام
آنحضرت رضی اللہ عنہ مختصر نفع مند بود شامل
بر چشمہ ہائے علم حکم و معرفت حق سبحانہ
و بحکم کلموا الناس علی قدر عقولهم کلام
آنحضرت بہر کس بر انداز عقل آن مخاطب
بود چنانچہ اگر آن مخاطب مثلا عالم شرع
میبود میگرفت و شروع میشد در مسائل
علوم دینیہ و اگر میبود از دہقانان میگرفت
در سخنان مناسب زراعت و کشت مشتمل بر علوم و
نصائح از برائے انس و الفت و بود آنحضرت رضی اللہ عنہ
کہ گاہی مزاح و خوشطبعی میکرد نہ لغو بلکہ
سنت نبوی را بکار می بست دل حاضرین را خوش
میفرمود و از ان شگفتہ میگرد حق را بر دوق
شرع و ہمچنین ذکر بعضے آنها بر زبان
مردمان روانست چنانچہ فرمود
آنحضرت رضی اللہ عنہ خارق عادت این است کہ تو بشکنی
نفس خود را از عادتہای خود کہ

وامره بالاشتغال علی حسب حاله
واکثر ما یبتدء من الاوراد
الصلوة علی النبی علیه الصلوة
والسلام والتهليل وتكرار
الله الله عند النوم حتی یاخذه
النوم ذکر آداب کلامه وذکر
نبذ منه کان حسن الکلام یتکلم
بکلام موجز نافع مشتمل علی
عیون الحکمة وینابیع المعرفة
و یتکلم بکل واحد بما
یوافق مزاجه فان کان
عالما اخذ فی مسائل العلم
وان کان من اهل الزراعة
اخذ فی حکایاتها
تانیسا وتالیفا وکان
یمازح احیانا
تطییبا لقلوب
الحاضرین ولا یقول
الا حقا وهکذا ذکرا
من بعد کلماته
قدس سره قال
خارق العادة
ان تخرق عادة
من عادات نفسها

ظاہر کرے۔ تو وہ دو قسم پر ہوگی۔ یا تو وہ خرق
عادت تیری مکافات کیلئے ہوگی۔ اور یہ خرق مذموم
ہے۔ لوگ اس سے دھوکہ کھاتے ہین اور اسے کرامت
شمار کرتے ہین۔ حالانکہ اس قسم کی خرق عادت
جناکش کفاروں کو بھی حاصل ہوجاتی ہے دوسری
قسم خرق عادت مکافات کے طور پر نہین ہوتی۔ بلکہ وہ
مدارج فقر اور معرفت کی ترقی کیلئے ہوتی ہے جس سے
تیرے اکرام و شرف کا اظہار ہوگا۔ صرف یہی قسم
محمود ہے۔ کرامات اولیاء اسی قسم کی ہوتی ہین
ایسی کرامات کا عدم ظہور نہایت بہتر ہے۔ کیونکہ اس
مین مکافات کا وہم ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ
یہ الفاظ علوم کے ان اسرار سے ہین جو حدقہ
چشم کی سیاہی سے لکھے جانیکے قابل ہین۔
فاحفظہ۔ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ فرماتے
کہ طبیب کا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مریض
کی شفا اپنے نفس کیطرف منسوب کرتا ہے۔ اور
اس سے مغرور ہوتا ہے۔ اگر اس وہم سے سلامت
رہے۔ تو پھر شکور ہوتا ہے۔ فرماتے بہت اچھا شغل
ندا و صدا کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیبا کوئی امر وجود
مین ظہور پذیر ہو۔

پس این دو وجہ دارد یکی آنکہ ظہور خوارق
عادت از تو بدلہ مجاہدہ تو باشد کہ ریاضت
کشیدی و این مذموم است نشان اعزاز
و اکرام نیست عاقبت نیکو ندارد و حالانکہ مردمان
بآن فریب میخورند و کرامت میشمارندش
و صاحب آنرا ولی و بزرگ خود میدانند
حالانکہ این قسم حاصل میشود هر مجاہدہ و ریاضت
کش را کہ کافر باشد یا مومن فاسق
یا عاصی یا ممنت کش دیگر آنکہ نباشد بدلہ
ریاضت کشی بلکہ بر فیع و بلند کند حق سبحانہ ترا
تربیب ریاضت کشی تو بخلاف عادت آن بر رتبہ
ولایت رساند و معرفت و فقیری محمود و مشکور
صدور خلاف عادت کالمشی فی الهواء مثلاً
تابع آن نعمت و ولایت برائے اعزاز و اظہار
شرف تو در مخلوق باشد این قسم پسندیدہ است
و ازین قسم است معجزات انبیاء کرام و کرامات
اولیاء عظام لاکن ظہور آن بلکہ اظہار آن از
حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام
حسن است حضرت مولف رحمہ الله میفرمایند میگویم کہ
این کلام حضرت ندا و وحی از اسرار و حکمت
علمہاست کہ میباید نوشتن آنہا بسیاہی مردمک
یعنی بسیاہی چشمہا۔ پس باید کہ یاد کنی آنرا
و فرمود آنحضرت کہ هر طبیب ضعیف الایمان ست
چہ غیر و میشود بنسبت شفا بسوئے خود آن

فذالك على وجهين اما
ان يكون مكافاة لخرق
عادتك وهذا مذموم
والناس قد اغتروا
بذلك ويعدونه كرامة
وهو يحصل للكفار
المرتاضين ايضاً واما لا يكون
مكافاة لما يبرز فعلك
بحرفك لحالك درجة
من مدارج المعرفة والفقر
ويكون انخراق عادة الله
يتبع ذلك اكراما واظهاراً
لشرفك وهذا المحمود
ومنه كرامات الاولياء
وعدم ظهوره حسن
جداً لان فيه توهم المكافات
قلت هذا من اسرار
العلوم التي تكتب بسواد
الاحداق فاحفظه قال كل
طبيب ضعيف الايمان لانه ينسب
شفاء المريض الى نفسه ويغتر
بذلك فان سلم من هذا الوهم
فشاكر قال احسن الاشغال شغل النداء
والصدى وهو انه اذا ظهر في الوجود

گرد وہ امر تجھ سے وجود میں آیا ہو یا تیری غیر سے
کہ یہ حقیقت میں اللہ تعالے سے ظاہر ہوا ہے اور وہی
اُسکا فاعل ہے۔ اور اُسکا ظہور غیر سے نہیں صرف
وہم ہی وہم ہے۔ پس اللہ تعالی کا فعل مانند ندا ہے
تو اور تیرا فعل مانند صدا ہے۔ پھر یہ شعر فرمایا ؎
ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست
کہ شنید این چنین صدائے دراز + یعنے
تمام عالم اوسکے نغمہ کی صدا ہے۔ ایسی طول طویل صدا
کس نے سُنی ہوگی۔ فرماتے ہر ایک شخص اپنے پروردگار
کو ایک شخص میں دیکھے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح مرفوع
میں ہے کہ اللہ تعالی اُنکے لئے صورت منکرہ میں تجلی
فرمائیگا۔ وہ کہینگے نعوذ باللہ کہ تو ہمارا رب ہو۔ پھر اُنکے
لئے حسنہ صورت میں متجلی ہوگا۔ پھر کہینگے کہ تو ہمارا
رب ہے اور سجدہ کرینگے اسکے لئے پھر فرمایا کہ پس جب
یہ حدیث سلطان المشائخ شیخ نظام الدین احمد
بداونی قدس سرہ نے سنی۔ تو کہا کہ میں اللہ تعالے سے
التماس کرونگا کہ میرے لئے میرے شیخ فرید الدین
مسعود اجودہنی کی صورت میں متجلی ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا
تو میں اُوسے نہیں دیکھونگا
فرمایا حضرت ممدوح نے کہ حدیث صحیح مرفوع میں آیا ہے

از تو یا از غیر تو بدانی کہ تحقیق این امر
ظہور آن از حق سبحانہ است بحقیقت و
اوست جل شانہ کنندہ آن امر و نیست ظہور
آن امر از غیر او سبحانہ مگر امر موہوم
خیالی پس بدان کہ فعل حق سبحانہ ہمچون
آواز است و تو و فعل تو مانند عکس
آواز است پس فرمود برائے تصدیق
با قال ز ہمین بیت حماسی کہ خوشحالش
اینست کہ تمام جہانیان و افعال ایشان
عکس آواز حق است پس دراز تر مثل
آن کسے دیدہ و نہ ہیچکسے شنیدہ فرمود
آنحضرت تحقیق خواہد دید ہر کس پروردگار
خود را بروز قیامت در صورۃ معین
چنانچہ مروی است در حدیث صحیح مرفوع
تحقیق حق سبحانہ جلوہ خواہد کرد در صورت
نازیبا پس خواہند گفت پناہ بخدا کہ باشد
صاحب این صورۃ پروردگار ما پس ایشان
دیگر بار جلوہ و ظہور خواہد فرمود در صورۃ زیبا
زیبا پس خواہند گفت کہ ہان تو پروردگار
مائی و سجدہ خواہند کرد و در حدیث فرمود
پس ہرگاہ شنید این حدیث را حضرت سلطان المشائخ
جناب شیخ نظام الدین بداونی بخاری
قدس اللہ سبحانہ سرہ العزیز فرمود در خواست
میکنم بجناب حق سبحانہ این امر کہ جلوہ کند
بر من در صورۃ شیخ اجل من حضرت جناب

منك او من غيرك تعلم انه
امر ظهر من الله تعالى في الحقيقة
وهو فاعله وليس ظهوره
من غيره الا امر موهوم ففعله
كالنداء وانت وفعلك
كالصداء ثم قال ؎ همه
عالم صدائے نغمهٔ اوست ؎
كه شنيد اين چنين صدائے دراز
قال رضي الله سبحانه عنه انه
يرى كل احد ربه يوم القيامة
في تشخص كما ورد في الحديث
الصحيح المرفوع ان الله يتجلى
لهم في صورة منكرة فيقولون
نعوذ بالله من ان تكون ربنا
فيتجلى لهم في صورة حسنة
فيقولون انت ربنا ويسجدون
له قال فلما سمع ذلك
سلطان المشائخ الشيخ
نظام الدين احمد بداونى
قدس سره قال اسئل الله تعالى
ان يتجلى على في صورة شيخى
فريد الحق والدين مسعود
الاجودهنى وان لم يتجلى
على في صورته فلا اراه قال
في الحديث الصحيح المرفوع

کہ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت باین خلوص و
نورانیت کرے۔ کہ گویا تو اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر
یہ مرتبہ حاصل نہ ہو سکے کہ تو اسے دیکھے تو یہ اعتقاد تو ہو
کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ محققین نے اس حدیث شریف
کے آخیر فقرہ یوں تقریر کی ہے۔ کہ حضور فداہ ابی و امی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمودہ تراہ جزا ہے۔ حضورؐ کے
فرمودہ فان لم تکن کی۔ اور کان تامہ ہے معنی یہ ہے
کہ اگر تو فنا ہو گیا۔ تو تو اُسے دیکھیگا۔ لیکن اس میں یہ
اشکال ہوگا۔ کہ اگر معنے محققین کا کیا جائے۔ تو قیاس
یہ چاہتا ہے کہ بجائے تراہ ترہ بحذف الالف ہو کیونکہ
مقام جزم ہے۔ حافظ ممدوح فرماتے ہیں کہ اسکے جواب
میں تفصیل ہے جو اپنے مقام میں مذکور ہے فارجع الیہ حافظ
ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ کا شیخ محب النبیؐ
مولوی فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے بڑے
عالم نہیں بلکہ اعلم تھے۔ اور اسکی تعلیم و تدریس کے اشد
محب تھے۔ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے لیکن بایں شان
کہ مقام درس پہ گلاب چھڑکتے۔ اور لوبان وغیرہ کا بخور
کرتے (دُھکاتے) پھر ایک حدیث یا دو حدیثیں پڑھا کر انکے
الفاظ و معانی کی حقیقتیں اور اُن سے استنباط مذاہب
بیان فرمانا شروع کرتے۔ یہ درس ظہر کی نماز کے بعد عصر

احسان اینست کہ عبادت کنی حق
سبحانہ را باینطور گویا می‌بینی و را پس اگر
طاقت آن طور نداری پس عبادت کن
بطوریکہ خیال داری کہ مرا می‌بیند
بیند ترا اینکہ تحقیق کردہ اند محققین قول
نبوی کہ ترا او ست جزا فان لم تکن را
باشد کان تامہ بمعنی صار یعنی اگر شوی
فانی خواہی دید ذات حق را جل شانہ
و در تقریر و توجیہ مشکل است در سوال
چہ برین تقدیر قیاس ترہ باید بلکہ
ترہ بحذف الف بجزم جزا باشد مفتی
و در بارہ جوابش تفصیل است طویل
کہ در شروح احادیث مذکور است کہ موصوف
دست فرمودہ کہ بود شیخ شیخ ما حضرت
مولنا محب النبی جناب مولوی فخر الدین محمد
دہلوی عالم ترین مردمان بعلم حدیث
و سخت ترین ایشان محبت بر تعلیم و تدریس
آن علم شریف چہ بوقت تدریس صحیح بخاری
شریف مشام او لا گلاب را بپاشانیدی پاشانید
تشلیط البراد را با تعالی اللہ و قال الرسول
بخور میکرد دیگر وقت چیزها سوختی ہر خشبو
بیش از آن سپس ... نمود کہ ...
بعد و حدیث ...
بیان معانی ...

الاحسان ان تعبد اللہ کانک
تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
یراک الحدیث اعلم ان اللہ جعل
المحققین قولہ تراہ جزاء
القول فان لم تکن و کان تامة
ای فان صرت فانیا رأیتہ فیہ
اشکال فان القیاس ترہ بالجزم
الا الف لجزم وفی جوابہ تفصیل
مذکور فی موضعہ قال شیخنا
وکان شیخ شیخنا محب النبی
مولنا مولوی فخر الدین
محمد دہلوی اعلم اہل علم
الحدیث واشد حبا علی
تعلیمہ وتدریسہ فکان
یدرس صحیح البخاری بعد
رشہا الورد و بخر البخورات
الطیبة ویدرس حدیثا
او حدیثین ثم یبالغ فی
بیان حقائق الالفاظ
و معانیہا و کیفیة استنباط
المذاہب منہا و ذلک
بعد صلوة الظہر الی ان
... وقت

کیوقت کے داخل ہونے تک رہتا۔ نماز عصر
سے فراغت حاصل کر کے مثنوی درس شروع
فرماتے مغرب کی اذان تک۔ بعض مشائخ سے
نقل فرماتے کہ درویشی چیست اے درویشی
کیا ہے۔ مٹی ہوجانا کہ اسپر پانی چھڑکنا۔ نہ پاؤں
کو اس سے دکھ نہ پیٹ کو اس سے رنج۔
فرماتے۔ اکثر اہل بہشت کم عقل ہونگے فرماتے
کم عقل سے مراد دیوانگان نہیں ہیں جیسے
لوگوں کا گمان ہے۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں
جو دنیا سے غافل ہیں۔ اور ماسوا اللہ
سے جاہل ہیں۔ حافظ ممدوح نے فرمایا
کہ مرض سوء القنیہ اور کسالت اور تکان کے
لئے نافع تر دوا یہ ہے۔ کہ تو زنجبیل (سونٹھ)
کو پیسکر روٹی میں پکائے (بھونے) پھر اسکو
نکالکر اسکے ہموزن شکر ملاکر کھائے فرماتے
ہم نے سنا ہے ہر ڑ زرد کو پیسکر آنکھ میں بطور
سرمہ کرنا دمعۃ العین (آنکھ سے پانی بہنے) کو
نافع ہے، فرماتے ہمارا شیخ قدس سرہ
صفراوی بخار کا علاج کاسنی کے
پانی سے نکہ کیا کرتے۔ حافظ ممدوح

و پس از نماز عصر تدریس مثنوی شریف میکرد
تا بانگ نماز مغرب و فرمود بوجہ نقل از
بعض بزرگان درویشی خلاصہ اش آنکہ
درویش آنوقت متحقق خواهد گشت کہ کم آزار
باشد چون خاک ہموار زنطار اهر رسانند
ونہ بالطانہ بزبان ونہ بدست چہ درویشی
ثمرہ کمال السلام است وآن بجز بی آزاری
وجود ندارد کما قال المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ وفرمودہ کہ در حدیث
اکثر اہل الجنۃ البلہ نیست مراد بلہ دیوانگان
چنانچہ مردمان گمان کردہ اند بلکہ
آن کسانند کہ از دنیا غافل شدند
وماسوی اللہ وا ترک واندوپس
پشت انداختند و فرمودہ کہ از
نافع ترین دواہا برائے سوء هضمی
کہ مقدمہ استسقاء عظم البطن است
وبرائے سستی و درماندگی اینست
کہ بریان کنی زنجبیل یعنی (سنٹھ)
سحق شدہ را بشکم اقرص نان
پستہ بیرون آری وہم مثل
آن شکر سفید یعنی کھنڈ آمیختہ
بخوری وفرمود کہ شنیدہ ام
کہ در چشم کشیدن سحیق هلیلہ زرد نفع میدهد
انجبار آب چشم را نیز و فرمود کہ حضرت شیخ
ما قدس سرہ تپ صفراوی را بآب کاسنی علاج میکرد

فاذا صلی العصر درس
المثنوی المعنوی الی
اذان المغرب وقال ناقلا
عن بعض المشائخ درویشی
چیست خاکی بختہ یکے
آب ور یختہ نے پائی را ازو
درد رسیدے نے پشت پائی را
ازو گردی قال اکثر اهل
الجنۃ البلہ لیس المراد
بالبلہ المجانین کما زعم
الناس بل الذین تغافلوا
عن الدنیا وجھلوا ماسوی
اللہ تعالی قال رض ومن
انفع الادویۃ لسوء القنیۃ
والکسل والاعیاء ان
تشوی الزنجبیل المسحوق
فی الخبز ثم تخرجہ وتمزج
بمثلہ من السکر
وتاکلہ قال رض وسمعت
ان الاکتحال بسحیق الا
هلیلج الاصفر ینفع دمعۃ
العین قال وکان شیخنا
قدس سرہ یعالج الحمی
الصفراویۃ بماء الهندبا
مع المسیح

بھی معہ اپنے مریدون کے باتباع شیخ بھی
علاج کیا کرتے۔ مصنف رسالہ فرماتے ہین
کہ مین ایک دن حافظ ممدوحؒ کے ساتھ
کشتی مین سوار تھا۔ ملاح نے لکڑی پانی
دریافت کرنے کے لئے دریا مین ڈالی
پس اُس نے اُسجگہ کے عمق کو نہ دریافت
کرکے کہا۔ اللہ حضرت ممدوح نے یہہ
سُنکر مجھے اشارہ کیا۔ کہ اے عبدالعزیز
ملاح کے مقولہ کو سمجھا مین نے عرض کی۔
لیکن اسکی مراد یہ ہے۔ کہ حقیقت حق سبحانہ
تعالیٰ کی ایسا عمیق سمندر ہے جس کی تہہ
نامعلوم ہے۔ فرمایا ہان۔ فرمایا مروی ہے
کہ حضرت بلالؓ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا موذن تھا رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ عالیہ سے
نکل گیا۔ پھر مدت کے بعد اسمیں واپس
آیا۔ تو صحابہ نے تقاضا کیا۔ کہ نماز
کے لئے اذان دے اُس نے انکار
کیا۔ انہون نے تقاضے پر اصرار کیا
تو مجبوراً اس نے اذان شروع کی پھر

ولزان بود کہ دوائی کہ از غلبہ خلط صفرا
بودہ باشد برائے خود و مریدان خود ہمین
دوا میکرد و تبرکا و متابعۃ شیخہ و بود مصنف
همراه حضور پر نور در ہیچ کشتی دریا۔
پس داخل نمود کشتیبان ہیزم یعنی چوبی
را در دریا تا کہ معلوم کند عمق آب را پس
نیافت چہ عمق آن از اندازہ ہیزم زیادہ بود
پس متعجب گشت و حیران شد گفت آن ملاح
اللہ سبحانہ پس اشارہ بمن فرمود آنحضرت
و گفت یا عبدالعزیز فہمیدہ مقولہ ملاح را گفتم
آرے چہ تحقیق گفتہ است کہ کنہ ذات
پروردگار دریائے است زور تہ مدرک
ہیچکس نیست پایان او پس
فرمود آرے اینچنین است کہ گفتی
و فہمیدی و فرمود کہ مروی است
حضرت بلالؓ موذن رسول کریم
بیرون رفت از مدینہ عالیہ
پس از وفات آنحضرت رسول
پس از مدتے کہ عود فرمود صحابہ
کرام طلب بانگ نماز از وے
کردند تشوقا الی زمن الرسول پس اباء
او رو لاکن پس بسبب سخت التماس
ایشان شروع کرد اذان را تا کہ

وكان يعالج نفسه
ومريديه بهذا الدواء
تبعا لشيخه وكنت معه
ذات يوم في سفينة
فادخل الملاح خشبة
في الماء ليطلب بها قعر
البحر فلم يدرك لعمق الماء
فقال الله فغمزني الشيخ
يا عبد العزيز فهمت ما
قال الملاح فقلت نعم
قال ان حقيقة
الحق سبحانه وتعالى
بحر عميق لا يدرك له قعر
فقال نعم كذلك قال
روى ان بلالا موذن
رسول الله صلى الله
عليه وسلم خرج من المدينة
بعد وفاته ثم عاد اليها
بعد مدة فطلب
منه الصحابة
ان يوذن للمشوق
فابى فتقاضوه
فشرع في الاذان

شروع کرنے کے مدینہ طیبہ کے لوگ
اسقدر چیخے اور بلند آواز روئے۔ کہ حضرت
بلال اذان تمام نہ کر سکا۔ اس روز لوگون کو
غم وگریہ وفات کے دن کے موافق صحابی
ہوا۔ مؤلف صاحب فرماتے ہین۔ کہ اس
روائیت حدیث کی صحت مین گفتگو ہے۔
واللہ اعلم فرمایا صوفی تیس سال کے بعد سلوک
فی اللہ مین مسرور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تو
کی وصال اور عرفان کے مدارج کی طرف
عروج۔ نفس امارہ کی مخالفت اور شہوات
شکستگی سے حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ
فرشتون کے لئے ترقی نہین۔ بلکہ ہر ایک
فرشتہ کے لئے مرتبہ مقررہ ہے۔
اسلئے خواص انسان خواص ملائک
پر بزرگی دئیے ہوئے ہے۔ اس مین
کوئی شک نہین۔ کہ جب تک جوانی اور نفس
سرکش خواہشات قبل از تیس سال
بہت ہی سخت ہوا کرتے ہین۔ پس نفس
کی ممانعت قبل از تیس سال حق سبحانہ تعالےٰ
کے وصول مین نہائیت ہی دخیل ہوتی ہے

بلند شد گریہ وشور در مدینہ مطہرہ بمرتبہ
کہ نتوانست بلال بر تمام کردن بانگ وگذشت
از غم وحزن دران روز آنچہ گذشتہ بود بروز
انتقال رسول کریم۔ مؤلف میفرماید کہ بعضے
اہل حدیث یعنی محدثین در صحت ہمین حدیث
بمردی چیزے خدشہ است وجائے
سخن وحق سبحانہ نیکو میداند۔
خفیف حال را کہ چگونہ است وظاہرا
غالباً صحت است وفرمودہ آنحضرت کہ
صوفی پس از سی سال در سلوک راہ
خدا مسرور میشود چہ وصول بحق سبحانہ
وبالا رفتن بمراتب معرفت بمخالفت
نفس سرکش وترک شہوات باشد
وغیر ازین سبب نیست برائے فرشتگان
بالا رفتن بلکہ ہر یکے ایشان را مقامی معین است
بران قائم است از اول تا آخر وہمین
است سبب فضیلت گزیدگان آدم بر گزیدگان
فرشتہ وبے شک در ابتدائے جوانی یعنی پیش از سی
سال خواہش نفس سرکش بس سخت میباشد
پس مخالفت آن پیش از سی موثر
تر باشد در رسیدن بحق سبحانہ تعالے

فارتفع البكاء والصيحة
في المدينة العالية حتى
لم يقدر البلال على تمام
الاذان [illegible] جرى في هذا
اليوم ما جرى يوم وفات
رسول الله من الغم
والبكاء قلت ولاهل
الحديث في صحة هذا
الرواية مقال والله اعلم
قال الصوفي بعد الثلثين يا
لو ذلك لان الوصول الى
الحق سبحانه وتعالى والارتقاء الى
مدارج العرفان انما هو بمخالفة
النفس الامارة وكسر الشهوات
ولذلك ليس للملائكة
ترقي بل لكل منهم مقام
معلوم ولذا فضل خواص
الانس على خواص الملائكة ولا
شك ان عنفوان الشباب وشغب
النفس الامارة قبل الثلثين

ثم اشتغل بمخالفة النفس وترك شهواتها فافضل [illegible] ۱۲

فرمایا کہ وجود کل کا کل بہتر ہے۔ زنا اسلئے برا ہے۔ کہ عصمت (پاکدامنی) کو معدوم کرنیوالا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ عظیم الشان مقدمہ ہے۔ حکمت اشراقیہ کے مقدمات سے اشراقی حکماء کا مقولہ ہے کہ وجود یا تو محض خیر ہی ہوتا ہے۔ یا اوسکی خیر اوسکے شر پر غالب ہوتی ہے۔ محض خالص شر یا شر غالب بالکل پایا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ ایسے وجود کی پیدائش حکمت بالغہ بعید سمجھتی ہے۔ غالب خیر خیر ہے۔ اسکا ترک کرنا خیر کثیر کو فوت کرنا ہے۔ صوفیہ کرام نے اس مقدمہ کو قبول کیا ہے۔ بعض مشایخ سے سوال کیا گیا۔ کہ مقاتلہ کرنیوالے کافر میں کیا خیر ہے۔ جواب دیا کہ اسمیں ایسی دو خوبی ہیں کہ وہ نبی میں ہیں نہ ولی میں۔ اسکا قاتل غازی ہوتا ہے۔ اور اسکا مقتول شہید۔ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی کے وصول کے لئے بہترین طریقہ وہ ہے جو ہمارے مشایخ نے معنعن کے طور پر باسناد صحیح رسول اللہ تک پہونچایا ہے۔

و فرمود وجود تمام آن نیکو است و زنا بد است چه وی آن نابود کردن معصومی است گفتم مجبولیات مؤلف میفرماید که بفکر من این مقدمه الیست عظیم الشان از مقدمات حکمت اشراقیه چه حضرات اشراقیین فرموده اند که وجود دو قسم است یا فقط خیر یا خیر او غالب بر شر و للاکثر حکم الکل پس آن هم خیر شد فثبت ان الوجود کله خیر و شر خالص و آنچه شر او غالب باشد۔ پس آن فرد وجود نیست چه بوجود آوردن آن بعید از حکمت کامله است نه غالب الخیر چه ترک آن گم کردن خیر کثیر است و حضرات صوفیه متاخرین زادهم الله سبحانه شرفا و تعظیما این مقدمه را برائے قبول قبول کرده اند و دال است بر آن این که سوال کرده شد از بعض بزرگان صوفیه که ظاهر کافر کشنده مسلمانان شر محض است فضلا عن غالب الشر و غالب الخیر و الخیر الجید پس چرا پیدا کرده شد و چه خیر و چه حکمت است در آن فرمود آن شیخ سئل عنه در پیدا کردن کافر خیر غالب است چه دو خوبی دارد که در نبی و ولی هم موجود نیست قاتل وی غازی است و مقتول وی برتبه شهادت که مزید مرتبه جلیل القدر است فرمود که خوبترین راه های وصول بحق سبحانه راه مشایخ است که معنعن باسناد صحیح تا رسول کریم

قال الوجود كله خير الزنا شر من انه اعلام العصمة قلت هذه مقدمة عظيمة الشان من مقدمات حكمة الاشراق قال الاشراقيون الوجود اما خير محض اما خيره غالب على شره واما الشر المحض وغالب الشر فلا يوجد اصلا وايجاده بعيد عن الحكمة البالغة وغالب الخير خير وتركه تفويت للخير الكثير وتلقت الصوفية الصافية هذه المقدمة بالقبول وسئل بعض المشائخ عن خير كافر قاتل قال فيه خيران ليسا في نبي ولا ولي قاتله الغازي ومقتوله شهيد قال احسن طرق الوصول الى الحق سبحانه طريق مشائخنا المعنعن بالاسناد الصحيح الى رسول الله

اور وہ یہ ہے کہ ظاہر تو شریعت شریفہ سے
آراستہ ہو۔ اور اس پر استقامت ہو۔ اور
باطن صفات رزیلہ مانند بخل حسد کبر سے
مبرا معرا ہو۔ فرمایا حدیث میں ہے۔ مومن
مومن کا آئینہ ہے۔ مومن کی دو تفسیریں
ہیں۔ اول یہ ہے کہ مومن اول سے مراد
حقتعالی ہے۔ اور ثانی سے بندہ مومن۔
ثانی اس کا برعکس اور دونوں صحیح ہیں فتوحات
مکیہ میں مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔
کہ وہ تیرا آئینہ ہے۔ تیرے دیکھنے میں
اپنے نفس کو اور تو اسکا آئینہ ہے اسکے اسما
وصفات کے دیکھنے میں میں حافظ محمد نوح
کے ساتھ کشتی پر سوار تھا۔ آپ نے مجھے خطاب
کر کے فرمایا۔ اے عبد العزیز وجود مطلق
کی اپنے مظاہر میں ظہور کیلئے موجوں کی
مثال بہت بہتر ہے۔ میں نے آپکی زبان فیض فشان
سے بہت دفعہ یہ شعر سنا ہے ۵ سمندر سمندر
ہے جستجو پر قدم میں تماشہ موجیں اور
بھنور ہیں تو پیدا شدہ ہیں۔ یعنی موجوں
اور بھنوروں نے ذات بحت کو متغیر نہیں

وآن مراد آنم ہست کہ دین ظاہر خود آراستہ بشریعت غرا
ومحکم داشتن بدان و باطن خود را از خبائث
واعتقادات فاسدہ وغیرہ کہ در حدیث المؤمن مرآۃ المومن
تفسیر بدو وجہ کردہ شدہ است یکے اینکہ مراد داشتہ
شود از مومن اول حق سبحانہ و بدوم بندہ مومن
ودوم عکس آن و ہر دو صحیح است چنانچہ
صاحب فتوحات گفتہ است در آنکہ
حق سبحانہ شیشہ تست در دیدن تو نفس
خود را و تو شیشہ ذات بحت ہستی در دیدن
اسماء وصفات او و مولف رضہ مے فرماید کہ
سوار شدم ہمراہ آنحضرت کشتی را پس فرمودند اے
عبد العزیز موج دریا خوبتر مثالہا است برائے
ظہور وجود حق سبحانہ کہ بے قید است در
افراد عالم کہ مظاہر اوست جلشانہ و مولف میفرماید
کہ از حد بسیار این دو کرمی شنوم از آنحضرت کہ میخواندند
این بیت عربی را کہ خلاصہ اش اینست کہ ذات
حق سبحانہ کہ بحر کنایت از وست ہمچنان ہست کہ بود
ہیچ تغیر و تبدل بذات وے سبحانہ بوجود افراد
عالم راہ نیافتہ چہ افراد عالم کہ حوادث عبارت
از انست ہمچون سر چاہا و نہرہا است
کہ بوجود آنہا بحر یعنی دریا بے
تغیر و تبدل بحال خود مے ماند

وهو تحلية الظاهر بالشريعة
الشريفة والاستقامة
عليها وتخلية الباطن عن
الرذائل قال في الحديث
المؤمن مرآة المؤمن
يفسر على وجهين ان يراد
بالمؤمن الاول الحق
سبحانه وبالثاني العبد
المؤمن او بالعكس وكلاهما
صحيح قال في الفتوحات
هو مرآتك في رؤيتك نفسك
وانت مرآته في رؤيته اسمائه
وصفاته ركبت مع السفينة
فقال يا عبد العزيز الامواج
احسن مثال لظهور الوجود المطلق
في مظاهره وكثيرا
ما سمعته ينشد
بهذا البيت ۵
البحر بحر على ما كان في القدم
ان الحوادث امواج و انهار

کیا۔ بلکہ الآن لمّا کان ہے۔ ایک دن فرمایا
کہ ہم قاری علماؤن سے سُنا کرتے تھے کہ
ایاک نعبد کے درمیان یعنی ایاک کے بعد
فصل اور فرق نہ کیا جائے۔ بلکہ اسمین یہ
لکہا تہا۔ یہ ان کلمات مین یعنی دونو ایاک
کو ما بعد یعنی نعبد و نستعین کیساتھ متصلاً ملا
کر پڑہا جائے۔ حافظ عبد العزیز مؤلف رسالہ اس
کی توجیہ و تطبیق یون فرماتے ہین کہ فصل
معتدل ہو۔ شرح کبیری کا مفہوم یہ ہے
کہ فصل غیر معتدل نہو۔ چونکہ بعض لوگون نے اس
فصل مین یہانتک افراط کی کہ دونو کلمونکی
بے تعلقی و بے ارتباطی اسمین مفہوم ہونے
لگی تو کبیری شرح منیہ مین انکی تردید کیگئی۔
فرمایا کہ حضرت شیخ فخر الحق والدین ہر
ایک آنے والے کی تعظیم کے لئے قیام
فرمایا کرتے تھے۔ اسکی وجہ بیان فرمانے
کیلئے آپ سے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے
باین طور اعتذار فرمایا کہ نفس کی مثال شیرخوار
بچہ کی سی ہے۔ کہ اگر اُسے چھوڑے رکھو گے
تو وہ دودھ ہی پیتا رہے گا۔ بعد از بستہ شیر

فرمود کہ ما بودیم کہ می‌شنفتیم از عالمان
قرات کہ میان دو کلمہ ایاک نعبد فصل و فرق
کردہ نشود و ہمچنین میان دو کلمہ ایاک نستعین
پس لمّا ان در کبیری شرح منیۃ المصلی دیدیم خلاف
آن کہ فرق کردہ نشود تا کہ نوشتہ اولی است
کہ متصل سازد ہر دو کلمہ ایاک را بما بعد خود
پس در وجہ آن مؤلف علیہ الرحمۃ می‌فرماید
تطبیقاً بین المسموع والمسطور میگویم کہ مراد از
نص مسموع و غرض ازان فصل معتدل است
و مراد از عدم فصل مسطور شرح منیۃ المصلی
عدم فصل بمبالغہ است یعنی وقف چندان
در مبالغہ فصل عادت کردہ بودند تا کہ وہم
انقطاع و بی تعلقی ہر دو کلمہ گویا در شرح مذکور
رد است بر مبالغہ کنندگان در فصل و قطع
فرمود کہ بود حضرت شیخ فخر الحق والدین تعظیم
ہر کہ می‌آمد و می‌ایستاد برای تعظیم او
پس در آن سوال کردند ازین بر جواب نمودند
کہ نفس ہمچون بچہ شیرخوارہ است کہ اگر
بگذاری او را در شیرخوارگی می‌زیست تا
جوانی ہم محبت شیرنوشی از وی نخواہد رفت

قال رحمه كنا نسمع من القراء
انه لا يفصل بين كلمتي
اياك نعبد كذلك بين
كلمتي اياك نستعين فلما رأينا
في الكبيري شرح المنية المصلي
انه لا يفصل حتى كتب
الاولى الفصل المعتدل لكن
الناس بالغوا في الفصل
حتى كادت الكلمتان
يتقاطعان وفي شرح المنية
رد على الوالغين في الانفصال
قال رحمه كان الشيخ
فخر الحق والدين يعظم
كل من جاء ويقوم
لتعظيمه فسئل
عن ذلك فاعتذر
بان النفس
كالطفل ان
تهمله شب
على حب الرضاع

[illegible]

خوارگی بھی اور دودھ کی محبت رہے گی۔ اگر
قبل از وقت الگ کر دیا جائے تو دودھ
الگ ہو جائیگا پس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں
اسے ہر ایک کی بے تعظیمی کی عادت نہ
ہو جائے۔
مناسب جواب آپ کے رتبہ کے مناسب
یہ ہے کہ آپ بجز ذات حق کچھ نہ دیکھا کرتے
تھے۔ جو تعظیم ہوتی تھی۔ وہ حق سبحانہ
کے لئے ہوتی شیخ سعدیؒ کے اس شعر
کی کہ ؎ یا مکن با پیلبانان دوستی +
یا بنا کن خانہ در خورد پیل + اس طرح شرح
فرمایا کرتے۔ کہ فیل سے اشارہ حق سبحانہ
کی طرف ہے۔ اور پیلبانان سے اولیاء اللہ
کیطرف مؤلف صاحب کہتے ہیں کہ حافظ
محمد روح کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ مجھے
فرماتے کہ خط واضح لکھا کرو۔ شکستہ لکھنے
سے منع فرماتے۔ فرماتے کہ کاتب کو
صرف یہی گناہ ہلاک کرنیکے لئے کافی ہے
کہ پڑھنے والا اوسکے مشکل مکتوب کے پڑھنے
کی تکلیف سے دردناک ہو۔ فرمایا کہ ذات

واگر بوقت معہود از شیر دور کنی دور شود
و محبت شیر از و خواہد رفت از آن میترسم
ہر کسے عادت بے تعظیمی از و دوری کنم
کہ مبادا بر عادت خود ماند و تعظیم کسے نکند
مولف میفرماید کہ این محض عذر ظاہری بود
ما سبب حقیقی این بود کہ او بجز ذات حق
سبحانہ ہیچ نمے دید پس او را تعظیم
میکرد بہمہ مظہرے کہ مے دید
در مودم کہ معنی قول شیخ سعدی
علیہ الرحمة کہ بپارسی فرمودہ اش
اینست کہ بفیل یعنی پیل اشارہ است
بحق سبحانہ و باہل پیل اہل اللہ
ہستند و بودم کہ مے نوشتم خطوط آنحضرت
را پس مے بود کہ مے فرمود مرا
بشرح نوشتن و ترک پیچیدگی و مے
زید در وجہ آن کہ بس گناہ است
کاتب را ہمین کہ تکلیف کشد
برے بخواندن نوشتہ او
و فرمود کہ رضی اللہ تعالی
فرمود کہ مغفرت و

تعظیمه فیعظمه فاخاف
یعتادان لا یعظم لاحد
ان النسب فی الحقیقة انه
لا یری الا ذات الحق
تعالی فیعظمه
انه قال رضی الله عنه فی معنی
قول السعدی فرد ؎
یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بنا کن خانه در خورد پیل
قال رضی الله عنه الفیل اشارة الی
الله سبحانه واهل الفیل
اولیاء الله تعالی
و کنت اکتب له
المراسلات فکان یامرنی
بایضاح المکتوب و ترک
القرمطة و یقول کفی
الکاتب اثما ان یتاذی
القاری بغیر
قراءة مکتوبه
قال رضی الله عنه معرفته کنه

حق سبحانہ کی کنہ کی پرکھ جانچ ناممکن ہے
ویحذرکم اللہ آیت سے اسکی جانب اشارہ ہے
ترجمہ یون ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہین ڈراتا ہے
اسکی کنہ مین پڑنے سے اور اللہ تعالیٰ
بر بندگان خود مہربان ہے۔ یعنی اسکا ڈرانا
اس سے تم پر مہربانی فرمانا ہے تا کہ اس
چیز کی تحصیل مین جسے تم حاصل نہیں کر
سکتے۔ تضیع اوقات نہ کرو۔ فرمایا حبیب
حضور فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالے نے
آپ کو انواع اقسام کے علوم تعلیم کئے۔
اور فرمایا کہ پوشیدہ رکھنا جب آپ معراج
سے تشریف لائے۔ تو ایکدن کسی دیوانہ
کو دیکھا۔ کہ وہی علوم بازارون اور کوچون مین
کہتا پھرتا ہے آپ نے جناب باری مین عرض
کی کہ یہ کیا بات ہے۔ مجھکو تو چھپانیکی وصیت اور اسے
یون وحی ہوئی۔ کہ یہ ہمارے اسرار ہین آپ سے
نہ چھپینگے اگر آپ بتلاتے تو فتنہ فساد کا ڈر
تھا اس دیوانہ کی باتونکا کون اعتبار کرتا ہے

وشناختن حقیقت ذات او سبحانہ محال
است و با نیست لشانہ قول حق سبحانہ کہ
ترجمہ اش اینست می ترساند شما را حق تعالی از
شناختن حقیقت خود و حق سبحانہ مہربان است
بر بندگان خود می ترساند از جہت مہربانی کہ
تا کہ ضایع نکنند اوقات خود را در آنکہ یافت
آن ممکن ایشان نیست و نیز مروی است کہ ہرگاہ معراج
نصیب حضرت رسول کریم شد آموخت او را حق
سبحانہ از اقسام علوم و وصیت کرد بہ پوشیدہ داشتن
آنہا پس ہرگاہ رجوع نمود دید روزی مجنونی را کہ در
بازار و کوچہ ہا ہمین علوم کہ آن سرور تعلیم یافتہ بود می گوید پس
متحیر شد عرض خدمت عزت باری کرد کہ یا رب
چگونہ است این حال مرا امر شد داشتن و این دیوانہ
کمال اظہار میکند پس وحی حکم شد کہ این از اسرار ما است
سوال مکن ازین چہ اگر تو انہا را گفتی خوف فتنہ بود
اما این دیوانہ پس کہ رازہا برو آشکار است نیست سلوک عقل
نمودہ و سخنہای آن دیوانہ را شد خلاف مجنون
اگر تو عاقل کامل گفتندی آن خواہش شد بفہم
شان در آید و خوف فتنہ گردد۔

ذات الحق سبحانہ محال
والیہ الاشارۃ بقولہ تعالی
ویحذرکم اللہ نفسہ و
واللہ رؤف بالعباد وھذا
کالتعلیل للتحذیر ای انما
حذرھم رأفۃ بھم لئلا
یضیعوا اوقاتھم فیما لا
یمکن نیلہ ولما عرج بالنبی
صلی اللہ تعالی علیہ انواعا من
العلوم واوصاہ بکتمانھا
فلما رجع رأی ذات
یوم مجنونا یتکلم بتلك العلوم
فی السکک والاسواق فقال
یا رب کیف ھذا الامر
فاوحی الیہ ان ھذا
من اسرارنا فلا تسئل عنہ
لو تکلمت بھا لخیف الفتنۃ
واما کلام ھذا المجنون
فلا یعتمد الناس علیھا

خاتمہ در بعض ذکر حضرت حافظ صاحب ممدوح رح

حضرت محب الله بالکمال محبوب الله المتعال حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی الله عنہ
خلیفہ ثانی حضرت خواجہ عالم اند۔ در صورت و سیرت مظہر جمال الٰہی بودہ اند و بعد از تکمیل علوم ظاہر بشرف بیعت مشرف
گشتہ چند مدت در مجاہدات و خدمات حضور خصوصاً دو میدان پیش اسپ سوارئے حضرت ممدوح برداشت تو بردگر در ایں اسباب
وضو مہیا مے داشتند شاغل بودہ اند اتفاق روزے یک اسپے عمدہ از حضرت شاہ صاحب عبد الوہاب شاہ جیو فتوحی سید حضرت
ایشان را بود ان اسپ سوار نمودند و فرمودند کہ حافظ صاحب آئندہ دو میدان پیش اسپ موقوف بہ نعمت ظاہر و باطن و بخلعت
خاص خویش مشرف گردانیدند و باقامت ملتان کہ اصلی وطن ایشان بود مشار گشتند حسب الاشارہ حضور در ملتان تشریف
طرح بیعت انداختند و بسیار کسان را از ملتان و حول و سندھ مشرف گردانیدند و تفقد یاران از عادات شریفہ ایشان بود
و اشاعۃ امر بیعت درین دیار ہم از ایشان بود و خلفاء ایشان بسیار اند چنانچہ سر آمد کل حضرت مولانا و مرشدنا محب المساکین
و السالکین حضرت مولوی محمد خدا بخش ملتانی رضی الله تعالی عنہ و ارضاہ و حضرت مولوی محمد حامد فتح پوری و حضرت شاہ صاحب
سید محمد زاہد شاہ جیو و حضرت مولوی صاحب مولوی عبد الرزاق ساکن میلسیان و غیرہم رضی الله تعالی عنہم
وفات ایشان پنجم جمادی الاولی سن الف و مائتین و خمسہ و ستہ و عشرین۔ مرقد منور ایشان شرق بہ حد ملتان زیارتگاہ خاص و عام۔

ذکر حضرت خواجہ خیر پوری صاحب رح

حضرت محب المساکین سید التارکین غوث الخلائق علی الاطلاق محبوب رب العالمین حضرت مولٰنا مولوی محمد خدا بخش ملتانی
رضی الله تعالی عنہ و ارضاہ حضرت ایشان در اصل از ملتان بودند از آبا و اجداد عالم بودہ اند و چہل سال بازیادہ در ملتان در مسجد
درس تدریس نمودہ اند ظاہراً بخلق و باطن بحق در انتہاء حال خویش کوشش مے نمودند و اہتمام تمام داشتند در ابتداء حال در طلب
شیخ کامل مکمل مے بودند کہ روزے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی الله تعالی عنہ در درس تشریف آوردند
و ایشان را ہمراہ خویش بجای حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی الله تعالی عنہ بردند و آنجا بیعت فرمودہ بانواع نعم ظاہر
و باطن محظوظ فرمودند و از کرامات حضرت ایشان است کہ اکثر اہل زمان بلکہ ہمہ ایشان از حضرت ایشان مستفیض بعضے بلا واسطہ
بعضے بالواسطہ و بعضے بالوسائط و ولایت وکرامت ایشان بکرزبان مقر و معترف اند و بنظر سکنت افتخار می فرمودند گویا کہ اللّٰہم
احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین بزبان حال وقال وظیفہ ایشان موجود و بے تکلف بودہ اند در لباس و
معاشرۃ حتی الامکان خدمت بنفس خود بکسے نمی فرمودند ظاہر یکا بند و دل بیار و خلوت در انجمن صفت ایشان بودہ و ترغیب
شریعہ کلام عالی ایشان است ہرچند کہ در کتمان و اخفا می کوشیدند حق جل و علا دیدہ افاضہ خلق ظاہر مے نمود تا کہ اکثر اہل زمان
از کافہ ہندوستان از ملتان و بہاولپور و احمد پور و خیرپور و اہل سندھ وغیرہ اطراف و اکناف از جنوب و شمال بشرف بیعت مشرف
گشتند و بفیوض ظاہر و باطن فائز و کاملین مار اینان شدند قطع نظر کشف کرامات ایشان از حد بیان احصا بیرون است و در آخر

ودر آخر عمر چندان استغراق دست داده که شناخت مردمان کم اکثر بمعرض برده اند و امتیاز میان شمع و لذید مع سلامت حواس
از دست رفته و چون سگان بر ملتان تغلب نمودند از ملتان هجرت نموده توطن خیرپور شریف اختیار نمودند وفات ایشان نیز در انجا
وقوع آمده آخر محرم الحرام سنه الف ومائتین وثلث وخمسین ا و در مرقد منیف ایشان غرب رویه خیرپور زیارتگاه خلائق است +

ذکر حضرت خواجه مولانا مولوی حافظ محمد عبید الله صاحب ملتانی رضی الله عنه

حضرت الشیخ المتوکل علی الله الفانی فی الله الباقی بالله حضرت غریب نواز محرم راز حضرت مولانا و مرشدنا حضرت خواجه
مولوی حافظ محمد عبید الله رح الملتانی ادام الله ظلال فیوضه علی المسترشدین وافضل البنا من فیوضاته حضرت ایشان
از آبا و اجداد نسبت به پشت عالم اند بعلوم ظاهر و باطن و خلیفه کلان حضرت مولانا مولوی محمد خدا بخش صاحب ملتانی رضی الله عنه
هستند در اول عمر علم ظاهر از والد ماجد خویش حضرت مولوی صاحب مولوی قدرة الله رضی الله عنه در وقت خویش اعلم اهل زمان بوده
اند گرفته اند و بعد از وفات ایشان همراه برادران خویش در مسجد حسن پیش حضرت مولانا و بعد از تغلب سگان بر ملتان سفر احمدپور
برائے طلب علم نموده پیش حضرت مولوی صاحب مولوی گل محمد صاحب که از خلفاء حضرت قاضی صاحب کوٹ مٹھن بوده اند تکمیل علوم متداوله
نموده اند و چونکه اتفاقاً حضرت مولانا صاحب انجا تشریف آورده اند بشرف بیعت مشرف گردیده بطرف خیرپور همراه خویش بردند و علوم عربیه
چنانچه حساب و هیئت و علم تصوف و علم فرائض آنجا بهره یاب فرمودند و در شرف صحبت آنحضرت بانواع فیوض ظاهری و باطنیه
فائض گشته خلعت خلافت خاص یافتند و مجاز شدند و حضرت مولانا ایشان را بسیار دوست می داشتند و بسیارے فرمودند که عبید الله
جان من است و اکثر در حال ضعف و استغراق که مردمان بشرف بیعت و زیارت مولانا مشرف مے شدند تلقین مفوض ایشان بود
و در علوم مختلفه رسائل کثیره تصنیف فرموده اند که بسیاری مردمان از آن نفع مے گیرند و بسیاری از مردمان از علماء و غیر
ایشان بشرف بیعت مشرف شده اند و از ورغلانیدن مردمان بر بیعت چنانچه عادت اهل زمان است بسیار متنفر و مجانب و خلفاء
خود را ازین امر منع مے فرمودند کنایة و صراحة و می فرمودند که اصل این کار محبت است و اخلاص و بیکار بودن را ابتداء
بد مے دانستند و خود به دولت نیز گاہے بیکار نبوده اند و مردمان کاهل و اهل البطالة را دشمن مے داشتند و هر کس را هست مشغول
بودن بکارے میفرمودند و اقسام کرامات و انواع خوارق عادات از ایشان بوقوع آمده **وفات** حضرت ایشان یوم الجمعه
سادس از جمادی الاولی بوقوع آمده ۱۳۰۵ هجری در جنازه حضرت ایشان چندان خلق جمع شده بود که در عدد حصر هیچکس نمے
آمد و همه کسان از حاضرین متعجب بودند چه موافقین و چه مخالفین قائلین ما رأینا مثل هذا الازدحام علی جنازة احد وکان
قد شرع من وقت الوصال الی حصول الدفن السحاب الماطر قلیلا قلیلا وکان الجنازة فی عام خاص موضع شتانا من ملتان
علی نحو میل ونصف و من مسکن الحضور بعد صلوٰة الجمعة و مرقد شریف حضرت ایشان غرب رویه ملتان زیارتگاه خلائق
است وقد قیل فی تاریخ وصال العقد رضی الله عنه وفات المتقین فی جنت اللهم افض الینا من فیضه ونوره
۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ہے ۔ ۵ ۔ ۵ ۔ ہے ۔ ۱۲

ORIENT PROCESS
اورینٹ پروسس لاہور

تصانیف الفرهاروی

صاحبِ النبراس

بحر العلوم و عارف باالله شیخ
المسلمین امام المتکلمین مقدام الفقہا
قطب الموحدین حضرت خواجہ
الشیخ عبدالعزیزپرہاڑوی
چشتی القریشی نظامی الملتانی
رحمتہ اللہ علیہ

جامعہ العربیہ العزیزیہ پرہاڑویہ

سلسلہ چشتیہ پرہاڑویہ نظامیہ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ

تصانیف پرہاڑوی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ خواجہ عبدالعزیز پرہاڑوی القریشی چشتی نظامی اقدس رحمتہ اللہ علیہ کی نادر و نایاب خزانہِ کتب کے لئے رابطہ کریں۔

☆ آفیشل فیس بک پیج

1۔ حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی القریشی چشتی نظامی اقدس رحمتہ اللہ علیہ
2۔ جامعہ العربیہ العزیزیہ پرہاڑویہ

☆ آفیشل ویب سائٹ

https://www.hazrat-abdulaziz-pirharvi-ra.blogspot.com/

☆ آفیشل فیس بک گروپ

The Abdulaziz Pirharvi (R.A) Research Society